عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳	۱۱ تا ۱۸ / شوال ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ / اگست ۲۰۱۴ء	شمارہ: ۳۰

خود پروری
خود پسندی
خود فریبی

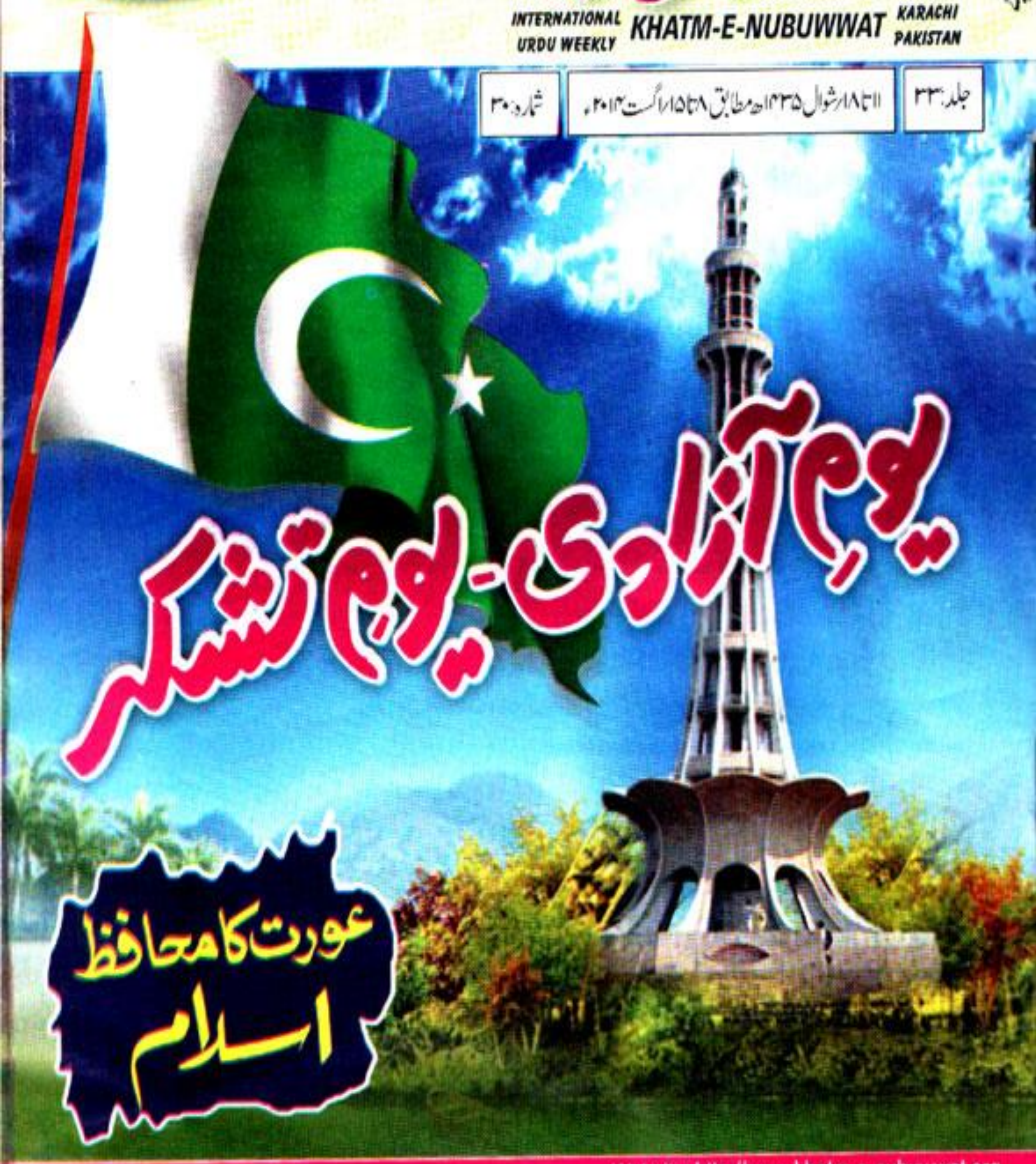

یومِ آزادی - یوم تشکر

عورت کا محافظ اسلام

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

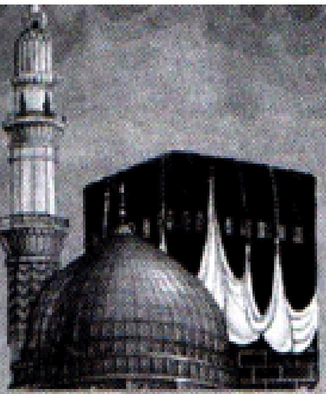

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

دو طلاق رجعی

محمد آصف جمیل، کراچی

س:...... عرض یہ ہے کہ ہم میاں بیوی کی لڑائی ہوئی، لڑائی کچھ زیادہ ہوگئی، اس وجہ سے غصہ میں میرے منہ سے طلاق کے الفاظ نکل گئے میں نے زبانی طور پر اپنی بیوی کو الفاظ کہے: میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، اب میں اور بیگم دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ کیا شریعت میں اس کی گنجائش ہے۔ واضح رہے کہ طلاق ۱۴؍مئی ۲۰۱۴ء کو دی تھی۔

ج:...... بصورت مسؤلہ اگر واقعتاً سائل کا بیان درست ہے کہ اس نے صرف دو مرتبہ طلاق کے مذکورہ بالا الفاظ کہے تھے، تین مرتبہ نہیں کہے تھے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے دوران شوہر اگر چاہے تو بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور رجوع کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے بیوی سے کہہ دے کہ: ''میں نے تجھ سے رجوع کرلیا'' اس کے بعد وہ دونوں حسب سابق میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ رہ سکتے ہیں، البتہ آئندہ طلاق دینے سے سخت احتیاط لازم ہے کیونکہ اگر شوہر ایک مرتبہ بھی طلاق دے گا تو بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی اور آپس میں دوبارہ نکاح بھی بغیر حلالہ کے نہیں ہوسکے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تقسیم جائیداد

شکیل احمد خان لودھی، کراچی

س:...... گزارش عرض ہے کہ میرے والد مرحوم خلیل احمد خان لودھی کی ملکیت ایک عدد مکان ہے جس کا نمبر ۲/۵۲ ناظم آباد کوارٹرز چھوٹا میدان ہم اس مکان کو فروخت کررہے ہیں، جس کی قیمت پچاس لاکھ ہے اور اس کے وارث ہم چار بھائی، پانچ بہنیں ہیں ہماری والدہ ہیں آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ رہنمائی عطا فرمائیں کہ یہ پچاس لاکھ کس طرح ہم سب بہن بھائی اور والدہ میں تقسیم ہوں گے۔ شکریہ۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں مرحوم کی کل جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کو ایک سو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا جس میں سے تیرہ حصے بیوہ کے، ۱۴،۱۴ حصے ہر ایک بیٹے کے اور ۷،۷ حصے ہر ایک بیٹی کو ملیں گے اور کل رقم پچاس لاکھ کو مذکورہ بالا طریقہ پر تقسیم کرنے سے بیوہ کو چھ لاکھ پچیس ہزار روپے اور ہر ایک بیٹے کو چھ لاکھ تہتر ہزار چھتر روپے اور ہر ایک بیٹی کو تین لاکھ چھتیس ہزار پانچ سو اڑتیس روپے ملیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امام کا فجر کی نماز کے بعد معانقہ ومصافحہ کرنا

یوسف علی، حاصل پور

س:...... مسجد کے امام صاحب کا فجر کی نماز کے بعد اپنی جگہ کھڑے ہوکر مقتدیوں سے باری باری معانقہ ومصافحہ کرنا کیسا ہے؟ جبکہ دیگر نمازوں کے بعد ایسا نہیں کیا جاتا۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں امام صاحب کا نماز کے بعد جائے نماز پر کھڑے ہوکر التزام کے ساتھ مقتدیوں سے مصافحہ ومعانقہ کا اہتمام کرنا درست نہیں، اگر یہ ثواب اور ضروری سمجھ کر کیا جاتا ہے تو یہ بدعت ہے اس لئے امام صاحب کو چاہئے کہ وہ نماز کے بعد اپنے معمولات میں مشغول ہوجائیں، پھر اگر کوئی مقتدی آکر سلام ومصافحہ کرے تو اس سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور معانقہ تو اس وقت کیا جاتا ہے جب کئی دن بعد کسی سے ملاقات ہو یا پھر کوئی سفر سے واپس آیا ہو۔ نماز کے بعد روزانہ معانقہ کرنے کا تو کوئی جواز نہیں بنتا۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — ۱۱تا۱۸ شوال ۱۴۳۵ھ مطابق ۸تا۱۵ اگست ۲۰۱۴ء — شمارہ:۳۰

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

یوم آزادی.....یوم تشکر!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
سیرت و تاریخ نگاری اور علمائے دیوبند (۳)	۶	مولانا عبدالرشید بستوی
خود پروری، خود پسندی، خود فر...ی کے جرائم	۹	مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ
ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں! (۱۸)	۱۱	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عورت کا محافظ اسلام	۱۵	مولانا پیرذوالفقار احمد مدظلہ
ڈیجیٹل تصویر.....دارالعلوم دیوبند کا موقف (۵)	۱۸	مفتی زین الاسلام قاسمی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۰	مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
حلقہ مٹروول سائٹ کی کارگزاری	۲۶	رپورٹ: ابراہیم حسین عابدی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

یومِ آزادی....یومِ تشکر!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

۲۷؍رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ، مطابق: ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو رات بارہ بجے کے قریب مملکت خداداد پاکستان ایک بڑی اسلامی ریاست کی صورت میں معرض وجود میں آئی۔ تحریک پاکستان میں یہ نعرہ بڑے زوروشور سے لگایا جاتا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' اور اس تحریک میں کہا گیا تھا کہ ''خدا کی زمین پر خدا کا نظام'' قائم کیا جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان زبانی کلامی جملوں کی لاج رکھ لی اور شب قدر کی مبارک ساعتوں میں یہ خطۂ ارضی مسلمانوں کے ہاتھوں دے دیا اور اب یہ آزمائش تھی تحریک پاکستان کے قائدین کی کہ وہ اپنی ان کہی گئی باتوں کی لاج اور ان کا پاس رکھتے ہیں یا یہ پولیٹیکل نعرے اور وعدے تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحلیل اور قلوب واذہان سے اوجھل اور محو ہوجائیں گے۔

صف اول کے قائدین کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے زیادہ دیر اس نوزائیدہ مملکت میں رہنے کی مہلت نہ دی، جس کی بنا پر ان پر کوئی الزام نہیں آتا لیکن ان کے جانشینوں نے اس مملکت کے ساتھ پہلا غضب تو یہ کیا کہ یومِ آزادی ۲۷؍رمضان کو قرار دینے کی بجائے ۱۴؍اگست کو قرار دیا، جس سے یکسر نظریہ پاکستان قلوب واذہان سے بہت دور کردیا گیا اور یہ یومِ آزادی محض کھیل تماشا اور تفریح کا دن بنادیا گیا، العیاذ باللہ۔ حالانکہ یہ ملک جب اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور اسلام کے نفاذ کے وعدے کیے گئے تھے تو ۲۷؍رمضان المبارک کو یومِ آزادی قرار دینے سے نظریۂ پاکستان زندہ رہتا اور اس دن کے آنے پر جس طرح عبادات میں خشوع وخضوع، تضرع وعاجزی بڑھ جاتی ہے اور شب قدر کی سعادت حاصل کرنے کے لئے امت مسلمہ کا ہر فرد مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، بڑا ہو یا چھوٹا ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس رات کو زیادہ سے زیادہ عبادت کرکے اپنے روٹھے رب کو منالے اور اس رات کو عبادت میں گزار کر اپنی دنیوی واخروی سعادتوں کو سمیٹ لے، اسی طرح ۲۷؍رمضان کو یومِ آزادی قرار دینے کا لازمی امر تھا کہ اس دن کے آنے سے نوجوان نسل ایک بار ضرور سوچتی کہ جب اس مبارک رات میں ہمارا ملک آزاد ہوا اور ایک مقصد اور ایک نظریہ کے تحت آزاد ہوا تو آج تک اس مقصد کے حصول کی کوشش اور اس نظریہ پر عمل کیوں نہیں ہورہا؟ اور کیوں ہمیں اپنے اس مقصد اور نظریہ سے دور رکھا جارہا ہے؟ لیکن پاکستان کو آزاد ہوئے اور یوم آزادی مناتے ہوئے ہمیں اور ہماری قوم کو ۶۷ سال ہوگئے ہیں لیکن آج تک اس جشن آزادی کے مقاصد ہم ان پر واضح نہ کرسکے۔

حالانکہ آج کوئی پاکستانی بچہ اگر ہم سے یہ سوال کرلے کہ جب پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تو اس ملک میں اسلام نافذ کیوں نہیں کیا گیا؟ تو حلفیہ کہتا ہوں کہ پاکستانی قیادت کا بڑے سے بڑا لیڈر بھی اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ اسے یہ نظر آ رہا ہے کہ اس اسلامی ملک میں سب کچھ اسلام کے خلاف کیا جارہا ہے بلکہ ہر اقدام اسلام کو مٹانے، اسلامی اقدار و روایات کو پامال کرنے اور اسلامی شعائر کی توہین و تذلیل اور تنقیص و تنقید کے لئے کیا جاتا ہے۔

حالانکہ یوم آزادی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و نیاز کو پیش کرتے، اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر یوم تشکر مناتے ہوئے مزید اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو راضی کرتے اور اپنے اسلامی تشخص کو اپنے ہر قول و فعل اور عمل سے ظاہر کرتے۔

پاکستان کے اقتدار کے حصول کے لئے پارٹیوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے دعوے اور وعدے تو بہت کئے لیکن حکومت میں آنے کے بعد ہر ایک نے اسلامی نظام کے نفاذ سے روگردانی اور کنارہ کشی کی روش ہی اختیار کی اور اس میں اپنی اور اپنے حواریوں کی عافیت ہی سمجھی، حالانکہ یہ سراسر ان کا دھوکا ہے۔ اگر ان کی ذہنی پرواز کرسی و اقتدار کے حصول اور جاہ و جلال کے مظاہروں سے بالاتر ہوتی، اگر پاکستان کا استحکام اور اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین کا نفاذ ان کا مقصد زندگی بن جاتا تو آج پاکستان واقعی وہ پاکستان ہوتا جس کا خواب تحریک پاکستان کے قائدین نے دیکھا تھا اور جس کے لئے ملت اسلامیہ نے ناقابل فراموش قربانیاں دی تھیں۔

آج حالت یہ ہے کہ اسلامی نام کی کوئی چیز پاکستان کی عملی زندگی میں نظر نہیں آتی، یہاں عدالتیں ہیں مگر ان میں فیصلے ابھی تک غیر اسلامی قانون کے مطابق ہو رہے ہیں، یہاں دفاتر ہیں مگر ان کی سج دھج اور ٹھاٹ باٹ دنیا کی دوسری قوموں سے مختلف نہیں، یہاں بازار اور منڈیاں ہیں مگر ان میں کاروبار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف ہو رہا ہے، یہاں کارخانے ہیں، ملیں ہیں، فیکٹریاں ہیں اور بینک ہیں مگر ان کا سارا نظام سود پر چل رہا ہے، یہاں مسلمان ہیں لیکن اسلامی معاشرہ، اسلامی شکل و وضع اور اسلامی طرز و تمدن مفقود ہے، بلکہ مراعات یافتہ طبقہ ہمیشہ اپنے مفادات کے حصول اور ان کے تحفظ کو اپنی اولین ذمہ داری سمجھتا ہے اور ہر قانون اپنے مفادات کے لئے بناتا ہے۔ جب یہ حال ہوگا تو غریب عوام کو کہاں سے انصاف ملے گا اور ان کے حقوق کا تحفظ کیسے ہوگا؟ یہی وجہ ہے کہ آج ملک میں انارکی پھیلی ہوئی ہے۔ فوج اور عوام دست و گریباں کر دی گئی ہے، ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھتا ہے اور دنیا ہے کہ ہمارا تماشا دیکھ رہی ہے اور ہم پر ہنس رہی ہے۔ بیرونی دنیا میں دیکھیں تو مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جارہا ہے۔ ہماری طرح عرب خود متحد نہیں ہیں تو وہاں بھی چھوٹا سا طفیلی ملک اسرائیل غزہ میں ہمارے فلسطینی بھائیوں پر بمباری کر رہا ہے اور آئے دن سینکڑوں مسلمان شہید اور ذبح ہو رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان حکمران اپنی نیتوں کو ٹھیک کریں، ملی غیرت کا سودا نہ کریں، اپنے اندر اتحاد پیدا کریں اور دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بنیں۔ الغرض پاکستان میں سب کچھ ہے مگر اسلام کی بالادستی نہیں ہے۔ وہی اسلام جس کے نام پر پاکستان وجود میں آیا تھا، لیکن کیا اس غفلت و کوتاہی پر ہم یہ عذر کر سکتے ہیں کہ ہمیں اسلام کو اپنانے کی فرصت نہیں ملی؟

اس لئے ہمیں چاہئے کہ نئے سرے سے اس عزم کی تجدید کریں کہ ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے اور ہمارا مطالبہ ہے کہ یوم آزادی اور یوم تشکر ۱۴ راگست کی بجائے ۲۷ ررمضان المبارک کو قرار دیں۔ اس سے انشاء اللہ العزیز نئی نسل کو بھی نظریہ پاکستان کی صحیح قدر و منزلت کی پہچان ہوگی اور اسلامی نظام کے نفاذ میں بھی انشاء اللہ یہ چیز معین و مددگار اور سنگ میل ثابت ہوگی۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

سیرت وتاریخ نگاری اور علماء دیوبند

تیسری قسط

مولانا عبدالرشید بستوی (استاذ حدیث جامعۃ الامام انور شاہ، دیوبند)

(۲۳) امہات المومنین، اردو:

تالیف: جناب مولانا انوار احمد صاحب اعظمی، یہ کتاب تقریباً ۷۰۰ رصفحات پر مشتمل ہے، اس میں مولانا محترم نے ان پاکیزہ خواتین وازواج کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے بعد آپ کے حرم میں رہیں اور اسی حال میں ان کا جنازہ اٹھا۔ ان میں حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت سودہ، حضرت حفصہ، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت میمونہ، حضرت جویریہ، حضرت صفیہ، حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن اجمعین کے قبل از اسلام حالات، قبول اسلام کی داستان، آپ سے نکاح بعد کی زندگی، ان کی علمی ودینی خدمات، ان کی مرویات وفتاویٰ، ان کے تلامذہ اور ان کے تقویٰ وتدین سمیت زندگی کے تمام گوشوں پر مفصل کلام کیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ریحانہ اور حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما کے حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے اور ان کی باندی یا زوجہ ہونے کی حیثیت پر بھی گفتگو کی ہے۔ مولانا کا ذوق علمی ہے، اس لئے ہر بات مدلل اور حوالوں کے ساتھ لکھی ہے۔

(۲۴) سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، اردو:

تالیف: محقق عالم حضرت مولانا محمد عثمان صاحب معروفیؒ۔ معلوم ہے کہ مولانا معروفیؒ کو تقویمی تاریخ میں بڑی مہارت تھی، وہ ایک ڈیڑھ ہزار سال پیشتر وقوع پذیر کسی واقعہ کی درست تقویم بندی کرنے پر قادر تھے اور ہر تقویم اتنی صحیح اور واقعی ہوتی تھی کہ جب قدیم کتابوں میں درج اس واقعہ کے ماہ وسال سے مقابلہ کیا جاتا تو اس میں اور مولانا کی تقویم بندی میں کوئی فرق نظر نہ آتا۔ یہ کتاب ویسے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بلکہ اس سے پہلے قریش کی قدیم تاریخ اور نسب سے بحث کی ابتداء کرتی ہے اور آپ کی ۴۰ سالہ غیر نبوی، پھر ۲۳ سالہ نبوی زندگی کے دوران پیش آمدہ تمام تر حالات سے، مستند کتب تاریخ وسیرو حدیث کی روشنی میں اعتناء کرتے ہوئے، آپ کی وفات حسرت آیات، آپ کے زیر استعمال اشیاء، آپ کی ازواج مطہرات، اولاد واحفاد اور غلام وباندی وغیرہ کے تذکرہ پر ختم ہوتی ہے۔ اس کتاب کا اہم پہلو ان واقعات کی درست تقویم ہے، جن کی بابت کتب سیرو حدیث میں اختلاف پایا جاتا ہے، مثلاً آپ کی ولادت ووفات، دن، مہینہ، سال اور وقت۔ یہ اور اس طرح کی ایسی دوسری بحثیں بطور خاص قابل مطالعہ ہیں، جن میں اصحاب سیرت وتاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۲۵) تاریخ اسلام، اردو:

تالیف: حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنیؒ۔ یہ کتاب مختصر تاریخ اسلام ہے، جس میں سن وار پیش آمدہ حالات وواقعات کو منطقی ترتیب کے ساتھ عام فہم زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ اختصار و جامعیت اور منطقی ترتیب کے سبب یہ کتاب برصغیر ہند وپاک کے متعدد مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔

(۲۶) نقش حیات، اردو:

تالیف حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ۔ بظاہر یہ حضرت مدنیؒ کی حکایت ہستی معلوم ہوتی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس میں حضرت کی آپ بیتی کا حصہ ایک چوتھائی سے زیادہ نہیں ہے۔ کتاب کے بیشتر صفحات میں ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد، ان کے یہاں کی سرزمین پر احسانات، یہاں کی تہذیب وتمدن، علوم وفنون کی ترقی میں ان کا کردار، مسلم حکومتوں کی فیاضی وسیر چشمی، رعایا پروری، عدل گستری اور آخر میں انگریزی سامراج کے مظالم کی مفصل روداد بیان کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب اسلامیان ہند کی تاریخ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ (نقش حیات کا عربی ترجمہ برسوں پہلے مکمل ہو چکا ہے۔ ترجمہ کی خدمت حضرت الاستاذ مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی زید مجدہم نے نیز حضرت مولانا کی زیر نگرانی فاضل برادر گرامی مولانا محمد اسعد اعظمی اور راقم الحروف نے انجام دی ہے۔ خدا کرے جلد از جلد یہ ترجمہ زیور طبع سے آراستہ ہو جائے۔ آمین)

(۲۷) مقامات مقدسہ، اردو:

تالیف: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ۔ حضرت قاری صاحب نے متعدد مرتبہ حج وعمرہ کی نیت سے حرمین شریفین کے اسفار کئے، علاوہ ازیں مصر وشام وغیرہ بھی جانا ہوا۔ اس کتاب میں قاری صاحب نے ان ہی بابرکت مقامات کی تاریخ، ان کے جغرافیائی خدوخال، اسلامی تاریخ میں ان کی اہمیت، وہاں کی ممتاز ونمایاں شخصیات اور موجودہ حالات میں، ان کی بابت ایک

صاحب ایمان سیاح کی طرح گفتگو کی ہے۔ اس طرح یہ کتاب تاریخ، جغرافیہ، سفرنامہ اور سوانح: چاروں عنوانات کا حسین امتزاج ہے۔

(۲۸) ہندوستان اسلام کے سایہ میں، اردو:

تالیف: مورخ شہیر حضرت مولانا قاضی محمد عابد صاحب وجدالحسینیؒ، سابق قاضی القضاۃ ریاست بھوپال، یہ کتاب اپنے موضوع ومضمون کے اعتبار سے نادر ومنفرد سہی کہ اس موضوع پر قدیم وجدید زمانے میں کئی ایک کتابیں عربی، فارسی اور اردو وغیرہ میں لکھی جاچکی ہیں، مگر اس کتاب کے بعض مباحث یقیناً امتیاز وانفرادیت کے حامل ہیں۔ مثلاً معجزہ شق القمر کے پیش آنے کے موقع پر، اس وقت کے راجہ بھوج نے اپنے محل کی چھت پر اس کا بچشم خود مشاہدہ کیا۔ ہندو مذہب کے عالموں سے اس کی بابت معلومات کیں اور پھر مزید تحقیق کے لئے اپنے دو معتمد دوستوں کو خطیر تحفہ وتحائف کے ساتھ ملک عرب روانہ کیا۔ معروف روایت کے مطابق یہ لوگ واپسی کے دوران موج دریا کی زد میں آگئے اور اس طرح ہندوستان کا ظلمت کدہ، ان کے ذریعہ نور اسلام سے منور نہ ہوسکا۔ مگر حضرت قاضی صاحبؒ نے راجہ بھوج کے درباری روزنامچوں اور دیگر تحریروں سے ثابت کیا ہے کہ ملک عرب بھیجا جانے والا وفد دو نہیں بلکہ زیادہ افراد پر مشتمل تھا اور ان میں سے تین افراد مشرف بہ اسلام ہوکر راجہ کے پاس واپس بھی آئے۔ ان کی زبانی راجہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، تعلیمات اور سیرت وکردار کی عظمت معلوم ہوئی تو اس نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ اس کا قبول اسلام اس کے سپہ سالاروں، وزراء اور سرکردہ اہل کاروں کو برداشت نہ ہوسکا اور انہوں نے راجہ کو مع دیگر چند اہل ایمان رفقاء قتل کردیا۔ قاضی صاحب نے ان واپس آنے والے افراد اور راجہ کے قبول اسلام کی پوری تفصیل بیان کی ہے جو بطور خاص قابل مطالعہ ہے۔ واضح رہے کہ قاضی صاحب نے نہ صرف یہ کہ امتیازی نمبرات کے ساتھ دارالعلوم دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی، بلکہ عصری جامعات سے اعلیٰ نمبرات کے ساتھ ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔ اس کے ساتھ وہ عربی، فارسی، اردو، انگریزی اور سنسکرت زبانوں کے ماہر تھے۔ ان لسانیات پر عبور نے ان کی تحریر کو مزید گہربار بنادیا اور وہ مختلف اللسان ماخذ ومصادر سے لعل وگوہر چننے میں کامیاب ہوئے۔ زیر تعارف کتاب بجاطور پر اس کی مستحق ہے کہ عربی سمیت دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا جائے اور بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت کی جائے۔

(۲۹) تاریخ ریاست بھوپال، اردو:

تالیف: حضرت قاضی وجدالحسینیؒ۔ یہ بات تو اہل علم ونظر سے مخفی نہیں کہ ہندوستان کی، انگریزی سامراج سے آزادی ۱۹۴۷ء سے پہلے، یہ ملک سینکڑوں مسلم ریاستوں اور غیر مسلم رجواڑوں کا مجموعہ تھا۔ ان میں کسی کا رقبہ ہزاروں مربع میل پر پھیلا ہوا تھا تو کسی کی حدود اربعہ چند سو میل سے متجاوز نہ تھیں، پھر یہ ریاستیں اپنے طور طریق جہاں بانی اور انداز حکمرانی میں بھی کسی ایک لگے بندھے نظام کی پابند نہ تھیں۔ ان میں سے کچھ ریاستیں اپنی رعایا کے ساتھ جبر وبربریت کا سلوک اختیار کئے ہوئے تھیں تو بعض نہایت رعایا پرور، عدل گستر، فراخ دل، دریا دل اور علم واہل علم کی قدر دان۔ حضرت مولفؒ نے اپنی اس کتاب میں "ریاست بھوپال مرحوم" کی ابتداء سے لے کر خاتمہ ریاست تک کے حالات، تاریخی پس منظر، اس ریاست کے بانی، اس کے یکے بعد دیگرے ہونے والے فرمانروا، ان کے طرز حکمرانی، رعیت پروری، عدل گستری، علما نوازی، مذہبی رواداری اور زندگی کے مختلف میدانوں میں، ان کے ذریعہ انجام پانے والے کارہائے نمایاں پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ علاوہ ازیں اس ریاست نے متحدہ ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے سینکڑوں اہل علم وادب کی خدمات کے اعتراف میں، ان کے لئے جو بیش بہا وظائف جاری کئے نتیجتاً ان علماء وادباء نے فکر معاش سے یکسو ہوکر جو اہم علمی، دینی، تحقیقی اور ادبی خدمات انجام دیں، ان پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس ذیل میں ریاست کی آخری خاتون حکمران ملکہ شاہ جہاں بیگم کے زمانے کی خدمات پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ چونکہ فاضل مولف کا ذوق علمی وتحقیقی تھا اور ان کو نکتا نکتا جمع کرکے خرمن علم تیار کرنے کا شوق فراواں بھی حاصل تھا، اس لئے ان کی اس کتاب میں کوئی بات پایۂ استناد سے کمزور وفروتر نہیں ہے۔

(۳۰) ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۲ جلدیں، اردو:

تالیف: معروف عالم ومحقق حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانیؒ۔ حضرت مولانا گیلانیؒ ان معدودے چند علماء میں سے ایک تھے، جو صدیوں میں خاک سے اٹھتے اور اپنے علم وتحقیق، تحریر وتقریر اور زبان وقلم سے ایک جہاں کو اپنا شیدا وگرویدہ بنالیتے ہیں۔ معلوم ہے کہ ۱۸۵۷ء میں ہندوستان گیر سطح پر برپا، برطانوی سامراج کے خلاف مسلم انقلابی جدوجہد، اپنوں کی ریشہ دوانی اور غیروں کی عیاری کے باعث، ہندوستان میں قائم تقریباً ایک ہزار سالہ حکومت واقتدار کا نقطۂ اختتام ثابت ہوئی۔ اس سے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوئے بلکہ انہیں دردناک کرب والم اور المناک قید وبند، بلکہ دل دوز، صلب وقتل سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ بربادی کسی ایک گوشہ میں برپا نہ ہوتی تھی، بلکہ چمن کا ایک ایک گل وبوٹہ اس کی نذر ہوچکا تھا۔ ایسے میں مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت، فکری ارتداد سے ان کا تحفظ، دینی روایات واقدار کی بقا اور اسلامی تعلیمات ومبادیات سے وابستگی کی برقراری، دردمند اصحاب علم وصلاح کے لئے ایک بڑا چیلنج تھا۔ حق تعالیٰ ان صلحاء وعلماء کی قبریں انوار سے لبریز فرمائے کہ انہوں نے اپنے ذاتی نفع ونقصان سے بے پرواہ ہوکر، اپنا سب کچھ دین وایمان اور اہل اسلام کی بقا وحفاظت کی خاطر قربان کردیا اور الہامی فیصلہ کے تحت حکومتی امداد سے آزاد دینی مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع کیا۔ اسی کے

ساتھ تعلیم کے دو دھارے پیدا ہوگئے: ایک کو قدیم تعلیم سے یاد کیا گیا، جس کا نمائندہ اور مرکز ''مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند'' تھا، دوسرا جدید تعلیم کا نظام جس کی نمائندگی مدرسۃ العلوم یا مسلم کالج علی گڑھ نے کی۔

اس سے پہلے یہاں صرف ایک ہی نظام تعلیم رائج رہا اور اس کے فارغ التحصیل تمام دینی و دنیاوی امور انجام دیا کرتے تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ بعض حضرات کسی خاص مضمون میں کثرت اشتغال کے باعث، اس میں ممتاز اور زیادہ معروف ہو جایا کرتے تھے اور دوسرے حضرات نہیں۔ حضرت مولانا گیلانیؒ نے دو جلدوں پر مشتمل اور تقریباً ایک ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی نہایت تحقیقی، اس کتاب میں ۱۸۵۷ء سے پہلے کے مدارس، ان کے نصاب و نظام تعلیم، نصاب میں شامل اہم مضامین و فنون، ان کے طریقۂ تعلیم، اس طریقۂ تعلیم کے خوشگوار نتائج و ثمرات، طلبا کے قیام و طعام کے انتظامات، ان مدارس و اہل مدارس کی سلاطین، امراء اور حکام و اصحاب ثروت کی طرف سے تشجیع و قدر دانی، تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت اور تزکیہ و تطہیر قلوب سمیت، ان تمام گوشوں پر نہایت شرح و بسط کے ساتھ کلام کیا ہے جو اس موضوع کے تناظر میں کسی حوالے سے بھی قابل ذکر تھے۔

پہلے یہ کتاب ذیلی عنوانات سے معریٰ ایک مسلسل و مربوط تفصیلی تحریر تھی، جس سے استفادہ مشکل بھی تھا اور وقت طلب بھی۔ اکیڈمک عالم و فقیہ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانیؒ، ربانی و سابق ناظم اعلیٰ ندوۃ المصنفین دہلی کی ہدایت و ایماء پر حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحیؒ، سابق مفتی دارالعلوم دیوبند نے مضمون کی مناسبت سے جگہ جگہ تقریباً ۵۰۰ ذیلی عنوانات کا اضافہ کیا اور فارسی عبارتوں کا اردو ترجمہ بھی۔ جس کے سبب اب کتاب سے استفادہ زیادہ آسان ہو گیا ہے۔ یہ کتاب جدید کتابت کے ساتھ ندوۃ المصنفین دہلی سے ۱۳۶۳ھ میں دوبارہ اشاعت پذیر ہوئی جب کہ ۱۳۶۱ھ میں پہلی بار شائع ہوئی تھی۔

(۳۱) ہزار سال پہلے، اردو:

تالیف: حضرت مولانا گیلانیؒ۔ حضرت مولانا گیلانیؒ کی کوئی کتاب مستقل تالیف کے ارادے سے لکھی نہ گئی، بلکہ ہوتا یہ رہا کہ کسی موضوع پر ماہنامہ ''دارالعلوم دیوبند'' کے لئے مضمون قلم بند کرنے بیٹھے، قلم نا آشنائے تکان بڑھتا گیا اور مولانا معلومات کا خزانہ حروف و الفاظ کے سینوں میں ودیعت کرتے چلے گئے یا کبھی ایسا ہوا کہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد میں طلبا کے لئے محاضرہ کی تیاری کے ارادہ سے قلم اٹھایا تو چلتے چلتے وہ لیکچر کے بجائے ایک مکمل کتاب کی شکل اختیار کر گیا۔ مولانا گیلانیؒ کی تالیفات: النبی الخاتم، تدوین حدیث، الدین القیم، مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، اسلامی معاشیات اور تدوین قرآن وغیرہ اسی طرح سے وجود میں آئیں۔

خود زیر تعارف کتاب کی حکایت بھی مذکورہ بالا کتب سے کچھ الگ نہیں۔ یہ کتاب بھی درحقیقت ایسی چند اہم معلومات پر مشتمل ہے جو مولانا گیلانیؒ نے مسلمان جغرافیہ و تاریخ نویسوں کی تقریباً دو درجن کتابوں کے مطالعہ کے دوران، بطور یادداشت اپنی کاپی میں نقل کر لی تھیں اور بعد میں حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے کہنے پر یہی یادداشت، قسط وار مضمون کی صورت میں ''ماہنامہ دارالعلوم'' میں شائع ہوئی جب کہ اس کا کچھ حصہ جناب مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصرؒ کی سفارش و گزارش پر مولانا گیلانیؒ نے بعد میں قلم بند کیا۔

اس کتاب میں مولانا گیلانیؒ نے جہاں دارالعلوم دیوبند کی تاریخی عظمت، اس کی بے نظیر دینی خدمات، حضرات اکابر علماء ہند کی حیات و حالات پر اختصار و جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، وہیں قدیم ہندوستان اور چین کے تعلق سے، دین و مذہب اسلام کی آمد و اشاعت، یہاں کے سلاطین و حکام کے کارناموں، یہاں کی زرخیزی و شادابی، پیداوار، پھلوں، پھولوں، سبزیوں، اجناس، یہاں کے موسم، شادی بیاہ کے طور طریقوں، جنگی ساز و سامان، ذرائع آمد و رفت، وسائل نقل و حمل، مسلمانوں کے انقلابی اقدامات، مدارس و مساجد کی تعمیر، شہروں کی آبادی، رعایا پروری، انصاف پسندی، مسلمانوں کی زندگی اور ان کے دین و مذہب کے یہاں کے باشندوں پر پڑنے والے خوشگوار اثرات کے ساتھ ساتھ ماوراء النہر کے علاقوں کے احوال و کوائف پر بھی تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ اس طرح یہ کتاب گزشتہ ایک ہزار سال پیش تر کے حالات و واقعات کا ایک حسین مرقع اور صاف شفاف آئینہ ہے۔ تقریباً ۳۰۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی سطر سطر معلومات سے لبریز اور قابل مطالعہ ہے۔ (جاری ہے)

ABS
ESTD 1880
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

خود پروری، خود پسندی اور خود فریبی کے جراثیم

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ، دارالعلوم کراچی

مال و دولت اور منصب و مرتبہ کی ہوس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد میں آدمی کے دین و ایمان کے لئے ان دو خونخوار بھوکے بھیڑیوں سے بھی زیادہ تباہ کن قرار دیا گیا ہے جن کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا گیا ہو..... اس خوفناک تباہ کاری کا تصور دشوار نہیں ہے۔ حدیث نبوی کا مضمون بہت واضح ہے کہ کسی فرد میں موجود حب مال اور حب جاہ کی یہ دو خصلتیں دین وایمان کے لئے خونخوار اور بھوکے بھیڑیوں سے زیادہ تباہ کن ہیں، حدیث کا مفہوم اس پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اگر ان خصلتوں اور جراثیم سے بہت سے افراد آلودہ ہوجائیں تو معاشرے کو کس قدر ناقابل تصور تباہی کا سامنا ہوگا.....؟

مال کی طلب اپنی ضرورت کے لئے اور اعتدال کے ساتھ حصول آسائش کے لئے شرعاً نہ عیب کی بات ہے اور نہ ملامت و مذمت کی، کہ زمین و آسمان کی یہ نعمتیں رب کائنات نے اپنے بندوں کی ضرورت و راحت ہی کے لئے تخلیق کی ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جب یہ طلب متعدی ہو کر حرص و ہوس میں ڈھل جاتی ہے تب حلال و حرام، حق و باطل اور جائز و ناجائز کی کوئی فکر نہیں رہتی اور قارون صفت انسان خود پسندی اور خود پروری کے خول میں بند ہو کر حق تلفی اور حرام خوری کر کے، بہت کچھ متاع دین وایمان کو داؤ پر لگا دیتا ہے۔

خود غرضی، خود پروری اور خود پرستی سے مغلوب آدمی یہ کیوں نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آنے کے بعد ہی اس کی واپسی کا سفر شروع ہو جاتا ہے، چنانچہ شب و روز کے گزرتے لمحات سے، ماہ و سال کی الٹی گنتی کو روکا نہیں جا سکتا اور دیکھتے ہی دیکھتے COUNT DOWN کا یہ عمل اس کو تیزی سے زیرو کے قریب کرتا رہتا ہے، جہاں وہ زندگی کی آخری ہچکی لے کر اپنے اعمال کا سامنا کرنے کے لئے نگاہوں سے اوجھل ہو کر اس فانی جہان سے دوسرے جہان ابدی میں پہنچ جاتا ہے، لیکن شان و مال کی وقتی ہوس، ایسی دیوار بنا دیتی ہے کہ عاقبت نظر نہیں آتی اور زیر زمین جانے اور پیوند خاک ہونے کا خیال تک نہیں آتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد میں انسان کو توجہ دلائی گئی ہے کہ دنیا میں اپنے آپ کو راستے کا مسافر سمجھو..... اور کیا یہ بدیہی حقیقت نہیں ہے کہ

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم
چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم

المیہ یہ ہے کہ یہ مکروہ اور تباہ کن خصلتیں معاشرے کے ہر طبقہ میں پائی جاتی ہیں، نفس و شیطان ہر ایک کے ساتھ ہے اس لئے کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا، الا ماشاءاللہ..... ہاں! جن پر خوف خدا غالب ہو، میدان حشر میں حاضری کا استحضار ہو اور وہ اپنے نفس کو لگام دے کر اعتدال کی راہ اختیار کر لیں تو بلاشبہ ان کے لئے جنت کی نوید ہے:

"وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى (۴۰) فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى (۴۱)۔" (النازعات)

ترجمہ: "لیکن وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا تھا اور اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکتا تھا تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگی۔"

یہ حرص و ہوس ہی کی خصلت ہے جس نے ہم میں خونی پنجے گاڑے ہیں، سیاست ہو، ریاستی ادارے ہوں، بیوروکریسی ہو، میڈیا ہو یا دیگر طبقات ہوں، ہر جگہ ان جراثیم نے معاشرے کو کھوکھلا کر ڈالا ہے۔ سیاسی پارٹیاں اور ان میں موجود سرکردہ شخصیات جب حکومت میں ہوتی ہیں تو قومی دولت، پروٹوکول کی سج دھج اور بلند و بالا منصب کا نشہ انہیں مخمور رکھتا ہے، بے

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

چارے عوام جن کے دکھ درد کی دہائی دے دے کر، یہ شاطر لوگ عوام کو سبز باغ دکھانے، ان کی مشکلات حل کرنے اور بلند بانگ دعوے کر کے نہیں تھکتے، لیکن جب ''اوپر'' پہنچ جاتے ہیں تو پھر ''نیچے'' نہیں دیکھتے، ہر ادارے نے انڈسٹری کی شکل اختیار کر لی ہے، افراد میں بھی کاروباری ذہنیت کارفرما ہے، مال بنانے اور شان بلند کرنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔

غریب عوام بھوکے مریں، اندھیروں کی اذیت اٹھائیں، مہنگائی اور بیروزگاری کی مشقتیں جھیلیں، صحت اور علاج کے لئے دربدر پھریں، اپنی کسی مجبوری سے سرکاری دفاتر میں جا کر ذلت اٹھائیں اور وہاں کام چوری، رشوت و بدعنوانی اور بے رحمی کا سامنا کریں، شہر ہوں یا دیہات یہ غریب عوام ہر جگہ خوف و ہراس، بدامنی اور قتل و غارت کے ظلم و جبر کے زخموں سے چور چور صدمے اٹھائیں، ''بالائی'' لوگوں کو اس سے سروکار نہیں کہ اقتدار تک پہنچنے کے بعد وہ عیش و نشاط کے خمار میں ہیں، مسلح دستے ان کی حفاظت پر مامور ہیں اور ہر طرف سے اٹھتی ہوئی کرب و بلا کی سسکی آہیں ان کے عالیشان محلات سے بہت دور فضا میں تحلیل ہو جاتی ہیں۔

کون سے افراد یا ادارے ایسے ہیں جن کی طرف امید کی نگاہیں اٹھ سکیں اور جن کے شب و روز کو دیکھتے ہوئے یہ امید بندھے کہ یہ ملک و قوم کے لئے ہمدردی اور اخلاص رکھتے ہیں اور اپنے ارادوں اور وعدوں میں دروغ گو نہیں، صادق اور بے لوث جذبۂ خدمت رکھتے ہیں۔

امت مسلمہ کی تاریخ میں خلافت راشدہ کا دور بشری تاریخ میں فلاحی مملکت کا مثالی دور تھا، جس میں خلفاء اور اعیان حکومت نے عدل و انصاف، معاشرتی مساوات، حقوق و فرائض کی ادائیگی و بجا آوری، عوام کے لئے دلسوزی و ہمدردی اور خیر خواہی و رحم دلی کی زریں مثالیں چھوڑی ہیں جو ہر مسلم حکمران کے لئے نمونہ عمل ہیں..... لیکن غیر مسلم دنیا کی معاصر تاریخ میں بھی نیلسن منڈیلا جیسے قد آور لوگ بھی نظر آتے ہیں، اپنی قوم کے لئے جن کی بلند ہمتی، جذبہ عمل و قربانی کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کو اپنی ذات سے آگے دیکھنے اور سبق حاصل کرنے کی فرصت کہاں؟

کاش! ہمارے حکمران، ریاستی اداروں کے سرپرست اور معاشرے میں اثر و رسوخ رکھنے والی شخصیات بھی اپنی آن بان اور ذاتی اغراض و مفادات کے خول سے باہر آ جائیں، خود پرستی و خود پروری کی لعنتوں سے توبہ کر لیں اور ملک و قوم کے اجتماعی مفاد کو اپنے قلب و نگاہ کی توجہات کا مرکز بنا لیں تو اس تاریک غار سے پناہ مل سکتی ہے جس میں ہم لڑھکتے جا رہے ہیں کہ حکمرانوں اور ریاستی اداروں کے عام معاملات حد درجہ ناقابل اطمینان ہیں جبکہ مملکت کے دستور میں طے کردہ قیام پاکستان کے اساسی مقاصد کا تو کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔

اس ملک کے عوام توقع رکھتے ہیں کہ مسلم لیگ کی حکومت اپنے موجودہ دور اقتدار میں سابقہ روش کا اعادہ نہیں کرے گی اور ملک و ملت کا قبلہ درست کرنے کے لئے اساسی، مثبت اور مضبوط قدم اٹھائے گی کہ حالات سخت ناگفتہ بہ اور نہایت ناسازگار ہیں۔ مولائے کریم ہماری حالت پر رحم فرمائے۔ آمین۔ ☆

ناموس رسالت کے قوانین کی بقاہی معاشرہ میں امن کی ضمانت ہے: حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

امت مسلمہ نے سب سے زیادہ قربانیاں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دی ہیں: مرکز ختم نبوت لاہور میں علماء و کارکنان سے خطاب

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما و روح رواں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا ہے کہ امت مسلمہ نے سب سے زیادہ قربانیاں عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے دی ہیں۔ شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کی بدولت ملک عزیز میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ہزاروں کی تعداد میں قادیانی مسلمان ہو چکے ہیں۔ قادیانیت دم توڑ رہی ہے، آئے روز مصدقہ اطلاعات ملتی ہیں کہ فلاں علاقے میں اتنے قادیانیوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ وہ یہاں مرکز تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن لاہور میں علماء کرام، عہدیداران اور کارکنان سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عمر حیات، مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری عبدالعزیز بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی بدنصیبوں کو دیکھو کتنے اونچے نبی امام الانبیاء، مقصود کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر مرزا لعین کی غلامی میں چلے گئے۔ محبت و اطاعت رسول ہی مسلمانوں کا قیمتی اثاثہ ہے اور ناموس رسالت کی حفاظت و صیانت مسلمانوں کا خاصہ ہے۔ مرزا قادیانی کی تحریروں میں اہانت انبیاء اور شیطانی الہامات میں تضادات کسی صاحب علم پر مخفی نہیں۔ قادیانی ان گستاخانہ عبارات کی وکالت کر کے اپنا حق الخدمت ادا کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مزید کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے مقدس مشن کو فروغ دے کر معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے اور ناموس رسالت کے قوانین کی بقاہی معاشرہ میں امن کی ضمانت ہیں۔ مجلس کے مبلغین پوری ذمہ داری کے ساتھ عدم تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر منکرین ختم نبوت کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا رہے ہیں۔

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

قسط:۱۸

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

دہلی آمد:

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے رفیق خاص مولانا امین الدین صاحبؒ نے سنہری مسجد چاندنی چوک دہلی میں مدرسہ امینیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ تھے۔ ۱۳۲۱ھ شوال کے مہینہ سے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ یہاں تشریف لائے۔ اس زمانہ میں والد صاحب کے حکم پر حضرت کشمیریؒ، اپنے وطن کشمیر جاچکے تھے۔ اب حضرت مفتی کفایت اللہ، صدر مدرس، مفتی اور منتظم ہو گئے۔ گویا مدرسہ امینیہ کے بہت سارے امور آپ سے وابستہ تھے۔ اس زمانہ میں صرف مدرسہ امینیہ نہیں تمام مدارس میں اصلاح نصاب، نظام تعلیم اور نظام امتحان کو یکساں طور پر لاگو کرنے کے لئے آپ نے محنت فرمائی۔ یوں سمجھئے کہ آج پاکستان میں ''وفاق المدارس العربیہ'' کا تمام نظام مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی سوچ کا مرہون منت یا اس کا آئینہ دار ہے۔ جب آپ دہلی تشریف لائے تب جنگ بلقان شروع ہوگئی تو ترکی کے مسلمانوں کی مدد کے لئے جہاں آپ نے فتوٰی جاری کئے، وہاں فنڈ بھی اکٹھا کر کے ان کو بھجوایا۔

ضرورت محسوس ہوئی کہ ہند سے دو بڑے طبقے مسلمان اور ہندو باہم متحد ہو کر تحریک آزادی کو موثر بنائیں۔ اس کے لئے مسلم لیگ نے میثاق لکھنؤ منظور کیا۔ اس وقت جمعیت علماء ہند نہ بنی تھی۔ اس میثاق لکھنؤ میں مسلمانوں کے نکتہ سے خامیاں تھیں۔ تب مفتی صاحب نے شرعی نقطہ نظر سے ان خامیوں کی نشاندہی کر کے اسلامیان ہند کی رہنمائی اور خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس پر حضرت شیخ الہندؒ کو بہت خوشی ہوئی اور مفتی کفایت اللہؒ کے دماغ نکتہ رس کی تصویب فرمائی۔ چنانچہ اس موقعہ پر حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے رفقاء سے فرمایا: ''بیشک تم لوگ سیاستدان ہو۔ لیکن مفتی کفایت اللہ سیاست ساز ہے۔'' یہ ۱۹۱۵ء، ۱۹۱۶ء کی بات ہے۔

صرف حضرت شیخ الہندؒ کو حضرت مفتی صاحب سے تعلق خاطر نہ تھا۔ ادھر مفتی صاحب بھی اپنے استاذ پر فدا تھے۔ جس کا مظہر آپ کا قصیدہ روضۃ الریاحین ہے۔ جس کا ایک ایک شعر اپنے استاذ کے لئے عقیدت ومحبت کا سمندر اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

حضرت مفتی صاحب میدان سیاست میں:

۱۸؍اگست ۱۹۱۷ء کو ملکۂ معظم برطانیہ نے ہندوستانیوں کو حکومت خود مختاری دینے کا اعلان کیا۔ وزیر ہند برطانیہ سے ہندوستان آئے۔ مسلم لیگ اور کانگریس نے متحدہ سمجھوتہ میثاق لکھنؤ پیش کیا۔ دسمبر ۱۹۱۸ء کو مسلم لیگ کا گیارھواں اجلاس شیر بنگال مولوی افضل حق کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا عبدالباریؒ فرنگی محلی، مولانا آزاد سبحانیؒ، مولانا میر ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا عبداللطیف دہلویؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں صدر اجلاس نے علماء کی شرکت کا بطور خاص شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ۱۹۱۹ء کو خلافت کمیٹی کے اجلاس دہلی میں حضرت مفتی صاحب نے برطانیہ کے جشن صلح کے بائیکاٹ کی قرارداد منظور کرائی۔

اسی اجتماع کے موقعہ پر علماء کرام مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا عبدالباریؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا محمد سجاد، مولانا منیر الزماں اور دیگر کل پچیس حضرات نے طے کیا کہ ۱۹۱۹ء میں مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ انتظام کریں گے۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی زیر صدارت اجلاس امرتسر میں ہوگا۔ چنانچہ اجلاس ہوا۔ جمعیت علماء ہند کے مولانا مفتی کفایت اللہؒ صدر اور مولانا احمد سعیدؒ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ مدرسہ امینیہ دہلی میں مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا حجرہ جمعیت علماء ہند کا دفتر قرار پایا۔ اسی سال ۱۹۱۹ء کے آخر میں کانگریس اور مسلم لیگ کے جہاں اجلاس امرتسر میں ہوئے، جمعیت علماء ہند کا دوسرا اجلاس بھی امرتسر میں ہوا، جس میں ستر، اسی علماء کرام شریک اجلاس ہوئے۔ اس کی

صدارت بھی حضرت مولانا عبدالباری نے کی۔ اس اجلاس میں جمعیت علماء ہند کا حضرت مفتی کفایت اللہ نے آئین منظور کرایا۔ کانگریس کے پنڈال میں خلافت کمیٹی کا بھی اجلاس ہوا۔ جس میں رہائی کے بعد مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ بھی بطور خاص شریک ہوئے اور یہیں گاندھی جی سے ان کی پہلی ملاقات ہوئی۔

جمعیت علماء ہند کے اس دوسرے اجلاس میں حضرت شیخ الہندؒ کو جمعیت علماء ہند کا سربراہ تسلیم کیا گیا۔ حضرت مفتی کفایت اللہؒ آپ کے نائب کے طور پر کام کرتے تھے۔ کان پور، مراد آباد، جون پور، دہلی، گیا اور امروہہ میں بھی جمعیت علماء ہند کے سالانہ اجلاس ہوئے۔ حکیم اجمل خان مسیح الملک نے اس میں ایک اجلاس کی صدارت اور خطاب کیا۔ ۱۹۳۰ء میں جمعیت علماء ہند کا پشاور میں اجلاس ہوا، جس میں ولایتی کپڑے کے بائیکاٹ اور بازار قصہ خوانی میں حکومت انگریز کی فائرنگ پر اظہار نفرت کی قرارداد منظور ہوئی۔ یہاں جو تحقیقات فائرنگ قصہ خوانی بازار پشاور کے لئے تحقیقاتی کمیٹی جسے پٹیل کمیٹی کہا گیا، اس میں جمعیت علماء ہند کی نمائندگی حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے فرمائی۔

شدھی کی تحریک اور حضرت مفتی صاحب:

۱۹۲۲ء میں تحریک خلافت کے خاتمہ کے بعد سوامی شردھانند نے شدھی کی تحریک چلائی۔ مسلمانوں کو مرتد بنا کر ہندو بنانے لگے۔ تب حضرت مفتی صاحب مسلمانوں کے مفاد اور اسلام کی نمائندگی کے لئے میدان میں آئے۔ مولانا محمد عرفان ایڈیٹر الجمیعۃ اور مولانا وحید حسن ٹونکی اور خود پورے ملک میں جہاں شدھی کی تحریک تھی، ایک طوفانی دورہ کیا اور مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے سد سکندری کا قدرت نے ان حضرات سے کام لیا۔ شدھی تحریک کی وجہ سے ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ یہی انگریز چاہتا تھا۔ گاندھی جی نے ستمبر ۱۹۲۴ء میں ۲۱ دن کا مرن برت شروع کیا۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کو تمام فرقوں کی اتحاد کانفرنس بھی ہوئی۔ اس میں پنڈت مدن مالوی نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ اپنے آئین اسلام سے ارتداد کی سزا اور تبلیغ کو نکال دیں۔ اس شدید تناؤ کے ماحول میں اکیلے حضرت مفتی صاحب کی ذات تھی جنہوں نے ارتداد کے مسئلہ کی وضاحت اور تبلیغ اسلام کے احکام بیان کئے اور اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کیا، جس سے پورا اجلاس جھوم جھوم اٹھا۔ اس مسئلہ ارتداد پر کفایت المفتی ج۹ ص۳۳۳ تا ۳۱۹ پر بحث ہے اور ڈیرہ غازی خان میں قادیانی عبادت گاہ کے ایک کیس کے سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب کے بیانات کی تفصیل کفایت المفتی میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ۱۹۲۵ء میں جو وفد حجاز مقدس بھیجا گیا۔ اس جمعیت علماء ہند کے وفد میں حضرت مفتی کفایت اللہ صدر وفد بھی شریک تھے۔ اس میں خلافت کمیٹی کے وفد کی صدارت مولانا سید سلیمان ندوی نے فرمائی۔ مؤتمر عالم اسلامی کی سبجیکٹ کمیٹی میں مولانا مفتی کفایت اللہ اور مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کے علاوہ اور حضرات بھی شامل تھے۔

۱۹۳۰ء میں ہندوستان میں سول نافرمانی کی تحریک میں حضرت مفتی صاحب بھی گرفتار ہوئے۔ آپ کو چھ ماہ کی سزا ہوئی۔ پہلے دہلی پھر گجرات جیل منتقل ہوئے۔ خان عبدالغفار خان، مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر انصاری، مولانا نورالدین لائل پوری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ایسے رہنماؤں کے ساتھ آپ نے جیل کاٹی۔ دوسری گول میز کانفرنس دسمبر ۱۹۳۱ء کی ناکامی کے بعد سول نافرمانی کی تحریک کا اعلان ہوا۔ ۱۱ر مارچ ۱۹۳۲ء کو جمعیت علماء کا جلسہ وجلوس ہوا۔ مفتی صاحب پہلے ڈکٹیٹر مقرر ہوئے اور دوسری بار گرفتار ہوئے۔ ایک لاکھ آدمی کے اس جلوس کی قیادت مفتی صاحب نے فرمائی۔ اس میں آپ کو اٹھارہ ماہ کی قید بامشقت ہوئی۔ یہ قید آپ نے ملتان کی سنٹرل جیل میں گزاری۔ مولانا احمد سعیدؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰنؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، شیر جنگؒ، ڈاکٹر انصاریؒ اور دیگر رہنماؤں کے ساتھ کاٹی۔ جیل میں متعدد حضرات نے آپ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے متعدد کتب پڑھائیں۔ جیل میں قیدیوں کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھتے۔ فرماتے: لاؤ تمہارے کپڑے درست کر دوں۔ ان پھٹے کپڑوں کو سی دیتے تھے۔ کیا اجلی سیرت کے عالم دین تھے۔

فلسطین یہودیوں کو دینے کی انگریز نے سازش کی۔ تقسیم فلسطین کا فارمولا آیا تو جمعیت علماء ہند نے مجلس تحفظ فلسطین قائم کی۔ ۲۶ر اگست ۱۹۳۸ء کو یوم فلسطین منایا۔ جمعیت کا وفد فلسطین گیا۔ ۷ر اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قاہرہ میں فلسطین کانفرنس میں جمعیت علماء ہند کی حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا عبدالحق مدنیؒ اور مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے نمائندگی کی۔ حضرت شیخ بنوریؒ نے اس کی رپورٹ میں تحریر فرمایا کہ ”قاہرہ میں مفتی صاحب کا اتنا بھرپور استقبال ہوا کہ اتنا کسی وفد کا استقبال نہیں ہوا۔“ فرماتے ہیں کہ ”مارے خوشی کے ہمارے دل اچھل اور سر فخر سے بلند ہوگئے۔“ اس موقعہ پر علماء مصر سے فوٹو کے عدم جواز پر آپ کا ایک نجی مجلس میں تبادلہ خیال بھی ہوا۔

مدرسہ امینیہ دہلی میں مفتی صاحب ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء کو تشریف لائے تھے۔ سنہری مسجد چاندنی چوک کی جگہ تھوڑی تھی۔ چنانچہ مسجد پانی پتیاں کشمیری دروازہ کی زمین متولی حضرات سے مدرسہ امینیہ کے لئے حاصل کر کے ۱۹۱۵ء میں تعمیر کا آغاز کیا۔ ۱۹۱۸ء میں مدرسہ امینیہ اس تعمیر نو میں منتقل ہوگیا۔ ۱۹۲۰ء میں

مولانا امین الدین فوت ہوگئے تو شیخ الہند نے مالٹا کی رہائی سے واپسی پر شوال ۱۳۳۸ھ کو ایک بڑے جلسہ میں مولانا مفتی کفایت اللہ کو مدرسہ امینیہ کا مہتمم مقرر کیا۔ مسجد پانی پتیاں نواب لطف اللہ خاں صادق پانی پتی کی بنائی ہوئی تھی۔ جو آپ نے ۱۱۳۸ھ مطابق ۱۷۲۵ء میں بنائی تھی۔ دو سو سال گزرنے کے بعد بوسیدہ مسجد کو گرا کر حضرت مفتی صاحب نے ۱۳۵۳ھ میں نئے سرے سے دوبارہ تعمیر کیا۔

مدرسہ امینیہ سے (۱) مفتی عزیز الرحمن ؒ شیخ الادب دارالعلوم دیوبند (۲) مولانا سید مہدی حسن ؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند (۳) مولانا احمد سعید دہلوی ؒ، ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند۔ (۴) مولانا عبدالغنی پٹیالوی ؒ (۵) مولانا سید محمد حسین ؒ بن حضرت پیر جماعت علی شاہ ؒ علی پوری (۶) مفتی عبدالصمد ؒ کرانی (۷) مفتی تقی ؒ امینی (۸) مولانا محمد شریف ؒ بہاولپوری صدر المبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (۹) مولانا مفتی محمد شفیع ؒ ملتانی بانی و مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان ایسے ہزاروں علماء نے فراغت حاصل کی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ دارالعلوم دیوبند کی شوریٰ کے رکن رہے۔ مدرسہ امینیہ کی طرح مسجد و مدرسہ فتح پوری کی تعمیر و ترقی میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ کا مشہور زمانہ کارنامہ آپ کی فتویٰ نویسی ہے، جس کی دلیل کفایت المفتی ہے۔

سفر آخرت:

۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء کو رات ساڑھے بجے وصال فرمایا۔ اگلے روز یکم جنوری ۱۹۵۳ء آپ کے مکان سے چتلی قبر اور دریا گنج بازار تک سڑکیں بھر گئیں۔ صبح سے مردوں عورتوں نے علیحدہ علیحدہ باری باری لائنوں میں شرف دیدار حاصل کیا۔ ساڑھے بارہ بجے دن جنازہ اٹھایا گیا تو تمام بازار بند تھے۔ ہر جگہ غم و افسوس کا سماں تھا۔ کوچہ چیلاں سے جامع مسجد دہلی تک انسانوں کے ٹھٹھ ہی ٹھٹھ تھے۔ انسانوں کا سیل رواں تھا جو تھمنے کا نام نہ لیتا تھا۔ سوا ایک بجے پریڈ گراؤنڈ یعنی لال قلعہ اور جامع مسجد دہلی کے درمیان کا علاقہ میں جنازہ پہنچا۔ جنوری کا مہینہ ادھر بارش مگر اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کی مقبولیت کا اس سے اندازہ فرمائیں کہ برابر بارش بڑھ رہا تھا۔ جنازہ کی چارپائی سے لمبے لمبے بانس باندھے گئے۔ پھر بھی ہزاروں لوگ کندھا نہیں دے پائے۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی ہر طبقہ کے لیڈر موجود تھے۔ جنازہ شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ نے پڑھانا تھا۔ مگر وہ بارش کے باعث لیٹ ہوگئے تو اب جنازہ مولانا احمد سعید دہلوی ؒ نے پڑھایا۔ ایک لاکھ آدمی نے جنازہ میں شرکت کی۔ دہلی دروازہ سے جنازہ کو رخصت کرتے وقت ڈیڑھ لاکھ کا مجمع ہوچکا تھا۔ مرد، عورتیں، جوان، بوڑھے سب مسجد کی سیڑھیوں، مکانوں کے چھتوں، بازار اور میدان میں محو دیدار تھے کہ یوں درویش، خادم قوم، اہل حق کے جنازے اٹھا کرتے ہیں۔ دہلی دروازہ سے باہر بڑی ایمبولینس میں جنازہ رکھا گیا۔ دہلی دروازہ سے مہرولی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی ؒ کا مزار جس کے متصل آپ کی تدفین ہونا تھی، جہاں قریب میں بہادر شاہ ظفر کے محل شاہی کا صدر دروازہ ہے، وہاں تک گیارہ میل کا سفر ہے۔ اب ایمبولینس کے چلتے ہی لوگ بھی بسوں، ویگنوں، اپنی سواریوں پر روانہ ہوئے۔ تدفین کی جگہ پر عصر کے بعد آپ کا جسد مبارک لایا گیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، حضرت مولانا اعزاز علی ؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم ؒ بلیاوی، حضرت مولانا قاری محمد طیب ؒ صاحب بھی دیوبند سے یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے آخری دیدار کیا اور آپ کو لحد میں اتار دیا گیا۔ جہاں آج فقیر راقم رفقاء سمیت کھڑا محو حیرت ہے کہ زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے!

حضرت مفتی صاحب ایسے حضرات کے لئے فقیر کے یہ چند صفحات لکھنے کی نسبت کو اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ذخیرہ آخرت فرمائیں کہ صلحاء کی محبت و نسبت یقیناً مغفرت کا باعث ہوگی۔ قارئین! مزار مبارک پر فقیر کی جو کیفیت قلب تھی اب اس تحریر کے وقت وہ عود کر آئی ہے۔ بس کرتا ہوں۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کے ساتھ سحبان الہند حضرت احمد سعید دہلوی ؒ کا مزار مبارک ہے۔

مولانا احمد سعید دہلوی ؒ کے مختصر حالات:

مولانا احمد سعید دہلوی ؒ جنہیں آج دنیا سحبان الہند کے نام سے یاد کرتی ہے، اس دنیائے بود و باش میں ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ مطابق دسمبر ۱۸۸۸ء کو تشریف لائے۔ آپ کی پیدائش کوچہ ماہر خاں دریا گنج دہلی میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام حافظ نواب مرزا تھا۔ زینت المساجد دہلی میں امام اور مدرس تھے۔ آپ کے بزرگ جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ میں عرب سے کشمیر پھر آگرہ پھر دہلی آئے۔ ۱۸۵۷ء سے قبل لال قلعہ دہلی کے سامنے کشمیری کڑہ میں یہ خاندان رہتا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں کشمیری دروازہ سے دلی دروازہ کی پوری آبادی کو انگریز نے مسمار کیا تو کشمیری کڑہ بھی اس کی زد میں آ گیا۔

مولانا احمد سعید ؒ نے قرآن مجید مدرسہ حسینیہ بازار خیا محل میں حفظ کیا۔ اردو بازار کی جامع مسجد میں مولانا راسخ کا بیان ہوتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد یہاں بعد از جمعہ مولانا احمد سعید کا بیان ہونا شروع ہوا۔ اب یہ مسجد مولانا احمد سعید مسجد کہلاتی ہے۔ آپ اس زمانہ میں سوائے قرآن مجید کے کچھ نہ پڑھے تھے۔ لیکن ذہین اتنے تھے کہ وعظ سنتے سنتے خود واعظ ہوگئے۔ دہلی کی زبان خالص ٹکسالی، وہ گھر کی تھی۔ خوب ہنساتا، رلاتا استعاروں کا

استعمال، لطائف کی بہار، مثالوں کا انبار ایسے ماحول بناتے کہ پبلک محسوس ہی نہ کر پاتی کہ آپ صرف حافظ ہیں۔ کچھ عرصہ بعد کوچہ چیلاں کی مسجد جسے اب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس میں بھی ہر جمعرات کو مولانا احمد سعید صاحب نے وعظ کہنا شروع کر دیا۔ وعظ کے علاوہ باقی مولانا بازار میں گوٹہ کناری کے تار تیار کرتے تھے اور اس سے گھر کا خرچ چلتا تھا۔ ایک دن آپ کا وعظ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے بھی سماعت فرمایا تو آپ نے مختلف ذرائع سے مولانا احمد سعید کو قابو کر کے قاری محمد یاسین سکندری آباد کے ہاں سنہری مسجد میں عربی کتب پڑھنے پر لگا دیا۔ مولانا احمد سعید کی جفاکشی ملاحظہ ہو کہ جو کام پہلے کرتے تھے وہ بھی کرتے رہے اور تعلیم بھی شروع کر دی۔ البتہ اپنے دستکاری کے اوقات تبدیل کر دیئے۔ اس ایثار اور قربانی سے آپ کو ایک سال میں استاذ نے عربی کی ابتدائی کتب نکلوا دیں۔ وہ گھر پر رات مال تیار کرتے۔ دکانداروں کو دیتے ہوئے مسجد آجاتے اور پھر گھر جا کر کام شروع کر دیتے۔ اس وقت مولانا احمد سعید کی عمر بائیس سال ہوگی۔

مدرسہ امینیہ میں شوال ۱۳۲۸ھ میں آپ کا داخلہ ہوا۔ شرح مائۃ وغیرہ پڑھنے کا یہاں آغاز ہوا۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ خارج وقت میں بھی انہیں پڑھاتے۔ پھر تو استاذ اور شاگرد کا ایسا مزاج ملا کہ سفر و حضر ریل و جیل میں بھی ساتھ نہ چھوٹتا۔ چنانچہ فتح الباری کا آخری پارہ آپ نے ملتان جیل میں حضرت مفتی صاحب سے پڑھا۔ مدرسہ میں باضابطہ داخلہ سے آپ نے گوٹہ کناری کی تارکشی کا کام ترک کر دیا۔ وعظ و تبلیغ سے حق تعالیٰ اتنا دے دیتے کہ گھر والوں کا گزارہ ہو جاتا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک جگہ درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا تو وعظ و تبلیغ پر رقم لینا بالکل بند کر دی۔ درس سے آپ کو ساٹھ روپے ماہانہ ملتے۔ اس سے گزارہ کر لیتے۔ سرکار نظام سے بھی وظیفہ جاری ہو گیا۔ مگر جب آپ نے تحریک خلافت میں کھلم کھلا حصہ لیا تو نظامی وظیفہ بالکل بند ہو گیا۔ پہلی گرفتاری ۱۹۲۱ء میں ہوئی اور یہ قید میانوالی جیل میں کاٹی۔

مولانا احمد سعید کو فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ میں ہی حضرت الاستاذ قبلہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے معین مدرس رکھ لیا تھا۔ اب تقریروں میں بھی رٹی رٹائی اڑائی ہوئی بات نہ ہوتی، بلکہ ٹھوس مدلل مربوط گفتگو کے ساتھ زبان کی لطافت و شیرینی اور فصاحت و بلاغت کا امنڈتا ہوا دریا رواں نظر آتا تھا۔

(جاری ہے)

عورت کا محافظ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

عورت کے بارے میں غلط فہمیاں:

آج کل اسلام دشمن قوتوں نے عجیب پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے جس سے مسلمان عورتوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں پر بہت زیادہ پابندیاں لگادی ہیں، ہمارے معاشرے کی کئی پڑھی لکھی مستورات، خواتین اور بچیاں غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہیں اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ شاید ہمارے جائز حقوق نہیں دیے گئے حالانکہ بات ہرگز ایسی نہیں ہے۔

اسلام میں پردے کا حکم:

دیکھیے سب سے پہلی بات تو یہ کی جاتی ہے کہ اسلام نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے جب کہ غیر مسلم معاشرے میں عورت بے پردہ پھرتی ہے۔ یہ بات سمجھنی بہت آسان ہے کہ عورت پردے میں رہے تو اس کا فائدہ عورت کو بھی ہے اور مرد کو بھی۔ آیئے یورپ کی بے پردگی کے نقصانات پر غور کریں۔

یورپ کی بے پردگی:

سویڈن برطانیہ کے بالکل قریب یورپی دنیا کا ایک امیر ترین ملک ہے، ہمارے ملک میں خسارے کا بجٹ ہوتا ہے تو اس ملک میں نفع کا بجٹ ہوتا ہے ہم سوچتے ہیں کہ پیسہ کہاں سے آئے گا اور وہ سوچتے ہیں کہ پیسہ لگائیں کہاں پہ؟ اتنے امیر ہیں کہ اگر اس پورے ملک کے مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے کام کرنا چھوڑ دیں، فقط کھائیں پئیں اور عیاشی کرتے رہیں تو وہ قوم چھ سال تک اپنے جمع کیے ہوئے خزانے کو کھا سکتی ہے، اگر کوئی آدمی نوکری نہیں ڈھونڈ پاتا تو وہ صرف حکومت کو اطلاع دے تو اسے گھر بیٹھے ہوئے ۴۰ ہزار ماہانہ مل جایا کرے گا، اگر اس کا مکان نہیں تو حکومت اس کو مکان لے کر دیتی ہے، اگر بیمار ہو تو پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک اس کی بیماری پر لاکھ روپیہ لگے یا کروڑ روپیہ لگے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا علاج کروائے۔ ان کے روٹی، کپڑے اور مکان کا مسئلہ تو حل ہو گیا، باقی رہ گئیں انسانی خواہشات وہ اس ملک میں اس حد تک پوری ہوتی ہیں کہ اس کو جنسی خواہشات سے آزاد ملک (Sex Free Country) کہا جاتا ہے، جانوروں کی طرح مرد، عورت جہاں چاہیں، جب چاہیں ملیں، ان پر کوئی پابندی نہیں، اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن کو روٹی کپڑے اور مکان کی کوئی فکر نہیں، جن کی خواہشات مرضی کے مطابق پوری ہوتی ہوں، ان کو کوئی اور غم نہیں ہونا چاہیے مگر دو باتیں بہت عجیب ہیں، سب سے پہلی بات یہ کہ اس معاشرے میں طلاق کی شرح ۷۰ فیصد سے زیادہ ہے۔ گویا ۱۰۰ میں ۷۰ سے زیادہ گھروں میں طلاق ہو جاتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس معاشرے میں خودکشی کا تناسب سب سے زیادہ ہے۔ جتنے لوگ وہاں خودکشی کرتے ہیں پوری دنیا میں کسی ملک میں نہیں کرتے، اس بے حیائی اور بے پردگی کی وجہ سے دلوں کو سکون نہیں ملتا، مرد بھی بہتر سے بہترین کی تلاش میں اور عورت بھی خوب سے خوب تر کی تلاش میں، چنانچہ سکون کی زندگی کسی کو بھی نصیب نہیں ہوتی، جس ماحول میں ۷۰ فیصد سے زیادہ عورتوں کو طلاق ہو جائے، وہاں کس کو خوشی ہوگی؟ چنانچہ آج وہ ذہنی پریشانی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

پردہ کا نفع:

اسلام نے ہمیں پردے کا حکم دیا ہے، اس کا فائدہ بھی ہمیں ہی ہے۔ گو ہمارے معاشرے میں کھانے پینے کی چیزوں کی کمی ہے، لباس اور مکان کی کمی ہے، مگر اس کے باوجود ہمارے معاشرے میں سات فیصد بھی طلاق کی شرح نہیں، ہم یہ سکھی زندگی کیوں گزار رہے ہیں؟ یہ خوشبو بھری زندگی کیوں گزار رہے ہیں؟ اس لئے کہ اس گئے گزرے ماحول میں کچھ نہ کچھ اسلامی احکامات کی پابندی ہے جس کا فائدہ خود ہمیں مل رہا ہے۔

غلامی یا آزادی:

ہماری مسلمان عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ غیر مسلم معاشرے میں پردہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو آزادی مل گئی ہے۔ نہیں ایسی بات ہرگز نہیں ہے، میں نے یورپ میں ایک فیکٹری میں دیکھا کہ سامان اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے لئے چار لڑکے تھے، وہ بھی بوریوں کو کمر پر رکھے لے جا رہے تھے اور دو لڑکیاں تھیں انہوں نے بھی کمر پر اپنی اپنی بوری اٹھائی ہوئی تھی، وہ بھی چل رہی تھیں تو میں نے فیکٹری کے منیجر سے کہا: یہ کیا ہے کہ آپ نے لڑکیوں کو یہ کام دے دیا ہے، وہ کہنے لگا: جی! اگر یہ کام نہیں کریں گی تو

کھائیں گی کہاں سے؟ عورت کو آزادی ملی کہ وہ اب بوری کمر پر اٹھا کر قلیوں کی طرح فیکٹری میں کام کررہی ہیں، کیا اسی کا نام آزادی ہے؟

دیکھئے پاکستان میں این ایل سی کے بڑے بڑے ٹریلر کراچی سے پشاور تک چلتے ہیں، اس سائز کے بڑے بڑے ٹریلر یورپ میں لڑکیاں بھی چلاتی ہیں، جس طرح ڈرائیور راستے میں کسی جگہ رات ہونے پر چائے پانی پی لیتے ہیں اور چارپائی بستر کرائے پر لے کر سوجاتے ہیں بالکل اسی طرح چارپائی بستر کرائے پر لے کر ڈرائیور لڑکیاں سوجاتی ہیں یہ عورت کو عزت ملی یا ذلت ملی؟ فیصلہ آپ خود کرلیجئے۔

عورت گھر کی ملکہ:

اسلام نے عورت پر روزی کمانا زندگی میں کبھی بھی فرض نہیں کیا۔ بیٹی ہے تو باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو روٹی کما کر کھلائے، اگر بہن ہے تو بھائی کا فرض ہے کہ کما کر لائے، اگر بیوی ہے تو شوہر کا فرض ہے وہ کما کر لائے، اگر ماں ہے تو اولاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ کمائے اور اپنی ماں کو لا کر کھلائے، گویا عورت پر پوری زندگی اسلام نے روزی کمانے کا بوجھ نہیں ڈالا بلکہ اس کے قریبی محرم مردوں کی ذمہ داری لگائی کہ تم نے کمانا ہے اور اس عورت کو گھر میں لا کر دینا ہے، یہ گھر کی ملکہ بن کر رہے گی، بچوں کی تربیت کرے گی اور گھر کی اندرونی زندگی کے تمام معاملات کو سنبھالے گی، اب بتائیے کہ کس معاشرے نے عورت کو زیادہ آسانی کی زندگی دی، اسلام یا یورپ نے؟

اسلام کا عورت پر احسان:

اگر آپ غور کریں تو یہ بات بہت واضح نظر آئے گی کہ اسلام نے صنف نازک کے ساتھ نرمی کا معاملہ برتا ہے، اس لئے کہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے، عورت کو اس کے مقابلے میں جسمانی اعتبار سے کمزوری اور نزاکت دی ہے، لہٰذا عورت کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح ہیں جس طرح اللہ نے اس کا جسم بنایا ہے اور مرد کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح ہیں، جس طرح اللہ نے اس کا جسم سخت جان بنایا ہے۔

ایک عجیب پروپیگنڈا:

پچھلے دنوں ایک پروپیگنڈا ہمارے ملک میں بھی ہوتا رہا کہ اسلام میں عورت کو آدھا شہری تصور کیا جاتا ہے یعنی عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے اور عورت کی گواہی آدھی ہوتی ہے، یہ ایسا سوال ہے کہ کالجوں یونیورسٹیوں اور اسکولوں میں لڑکیاں ایک دوسرے سے پوچھتی ہیں اگر آپ غور کریں تو یہ معاملہ بہت آسانی سے سمجھ میں آنے والا ہے، میں اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالتا ہوں:

اگر کوئی قاتل مقتول کو ارادے سے قتل کرے تو اسے قتل عمد کہتے ہیں اور اگر بغیر ارادے کے قتل ہوجائے تو اسے قتل خطا کہتے ہیں، قتل عمد ہو تو قصاص ادا کرنا پڑتا ہے اور قتل خطا ہو تو پھر دیت دینی پڑتی ہے، مطلب یہ کہ اگر خاوند مارا گیا تو اس کی بیوی کو اس کی دیت ملے گی اور اگر بیوی ماری گئی تو خاوند کو اس کی دیت ملے گی۔

شریعت کا حکم ہے کہ اگر خاوند مرے گا تو بیوی کو پوری دیت ادا کی جائے گی اور اگر بیوی مرے گی تو خاوند کو آدھی دیت دی جائے گی۔ اس صورت میں رونا تو مردوں کو چاہئے تھا کہ دیکھو جی ہمارے ساتھ ناانصافی ہے، ہم مریں تو عورت کو پورا حصہ ملے گا اور عورت مری تو ہمیں آدھا حصہ ملے گا۔

مردوں نے تو کیا رونا تھا، الٹا غلط فہمی میں عورتیں ڈال دی گئیں، جی عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے؟ او اللہ کی بندی! عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے تو پیسہ مل کس کو رہا ہے؟ وہ تو خاوند کو مل رہا ہے جہاں مرد کے لینے کا معاملہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو نصف دلوایا اور جہاں عورت کے لینے کا معاملہ تھا، اسے مرد سے دگنا دلوادیا گویا عورت کے ساتھ ہمدردی کی گئی۔

عورت کی گواہی:

اسی گواہی کے معاملے میں کہتے ہیں کہ عورت کی آدھی گواہی ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن گواہ نہیں بنتے۔ کس لئے کہ جی کون مصیبت میں پڑے؟ کون گواہیاں بھگتے؟ کون چکر لگائے عدالتوں کے اور پھر قاتلوں کے ساتھ دشمنی کون لے؟ دیکھنے میں بھی آیا ہے کہ لوگ عدالت کے اندر گواہوں کو قتل کردیتے ہیں، ان کی جان و مال، عزت و آبرو ہر چیز خطرے میں ہوتی ہے گویا گواہی دینا ایک بوجھ ہے، اسی لئے کئی لوگ اس بوجھ کو ادا کرنے سے کتراتے ہیں اور دیکھنے کے باوجود خاموش ہوجاتے ہیں، کسی کو کچھ نہیں کہتے۔ جہاں مرد نے گواہی دینی تھی تو حکم دیا گیا کہ تمہاری گواہی پوری گواہی ہوگی، تمہارے سر پر پورا بوجھ رکھا جائے گا اور جہاں عورت نے گواہی دینی تھی تو فرمایا کہ ہم پورا بوجھ تمہارے اوپر نہیں رکھتے، تم دو عورتیں آدھا آدھا بوجھ مل کر اٹھالو تاکہ اگر کوئی تمہارے ساتھ دشمنی کرے گا تو ایک خاندان کے ساتھ نہیں بلکہ دو خاندانوں کے ساتھ دشمنی لے رہا ہوگا، تمہارے اوپر جو بوجھ آئے گا آدھا بوجھ ہوگا، گویا عورت کے ساتھ نرمی کردی گئی ورنہ اگر عورت کو کہہ دیا جاتا کہ آپ نے پوری گواہی دینی ہے تو پھر یہ روتی کہ جی اتنی بڑی ذمہ داری میرے اوپر ڈال دی، اللہ تعالیٰ نے عورت کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا کہ گواہی دینے کا وقت آیا، بوجھ اٹھانے کا وقت آیا تو کہا کہ اب دو خاندان مل کر اٹھالیں تاکہ عورت کو تحفظ زیادہ مل سکے، اس کی جان و مال، عزت و آبرو کی زیادہ حفاظت ہوسکے، اگر ان دو مسائل پر غور کریں تو صاف طور پر واضح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ساتھ نرمی

کا معاملہ کیا ہے۔

بہت اچھا سوال:

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خاتون آکر عرض کرنے لگی: اے اللہ کے نبی! مرد لوگ تو نیکیوں میں ہم سے بہت آگے بڑھ گئے۔ پوچھا: وہ کیسے؟ کہنے لگی کہ جی یہ آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے ہیں، ساری ساری رات جاگ کر دشمن کی سرحد پر پہرہ دیتے ہیں اور ہم گھروں کے اندر ان کے بچوں کی پرورش کرتی رہتی ہیں، ان کو پکا کر کھلاتی رہتی ہیں، ان کی تربیت کا خیال کرتی ہیں، ان کی جان مال، عزت آبرو کی حفاظت کرتی ہیں، ہم جہاد میں دشمن کے سامنے اس طرح پہرہ نہیں دیتیں اسی طرح ہم قتال نہیں کرتیں، جس طرح مرد کرتے ہیں، یہ تو نیکیوں میں ہم سے بڑھ گئے، یہ مسجدوں میں جا کر جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں جب کہ ہم گھروں میں ہی نماز پڑھ لیتی ہیں، ہم تو جماعت کے ثواب سے بھی محروم ہوگئیں جب انہوں نے یہ سوال پوچھا تو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال پوچھنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا۔

پیارے نبی ﷺ کا جواب:

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر میں اپنے بچے کی وجہ سے رات جاگتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس مجاہد کے برابر ثواب عطا فرماتے ہیں جو ساری رات جاگ کر دشمن کی سرحد پر پہرہ دیا کرتا ہے، گھر کے نرم بستر پر عورت کو بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا ثواب عطا فرمادیا اور فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتی ہے، اسے اللہ تعالیٰ اس مرد کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں جو مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔

عورت کے ساتھ اسلام کی شفقت:

آیئے آپ کو عورت کی زندگی کے مختلف مدارج کے اجر و ثواب کے بارے میں بتا دیتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے کہ اسلام نے عورت کے ساتھ کس قدر نرمی کا معاملہ کیا ہے، شریعت کا حکم ہے کہ جس گھر میں بیٹی کی پیدائش ہو تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں رحمت کا دروازہ کھول دیتے ہیں، اگر دو بیٹیاں ہوگئیں تو باپ کے لئے وہ رحمت بن گئیں کہ ان کا باپ جنت میں اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا قریب ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں۔

کنواری لڑکی کا اعزاز:

حدیث کا مفہوم ہے کہ جب کوئی کنواری لڑکی مرجاتی ہے، ماں باپ کے گھر رہتی تھی فوت ہوگئی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کی قطار میں کھڑا کریں گے، اس لئے کہ یہ کنواری تھی، یہ ماں باپ کے گھر رہ رہی تھی، اس نے اپنی عزت و عفت کی حفاظت کی، ابھی اس نے خاوند کا گھر نہیں دیکھا تھا، وہ عیش و آرام نہیں دیکھے تھے جو خاوند کے ساتھ مل کر انسان کو نصیب ہوتے ہیں، چونکہ یہ محروم رہی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر مہربانی کردی کہ اس کو شہید آخرت کا درجہ دے دیا، دنیا میں تو شہید نہیں مگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شہیدوں کی قطار میں اس کو کھڑا کردیں گے۔

شادی شدہ عورت کے اجر میں اضافہ:

اس سے آگے قدم بڑھایئے کہ اگر اس بچی کی شادی ہوگئی اور یہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتی ہے، فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ کنواری عورت ایک نماز پڑھے تو ایک نماز کا ثواب ملے گا اور شادی شدہ ہونے کے بعد نماز پڑھے گی تو اکیس نمازوں کا ثواب عطا کیا جائے گا، اس لئے کہ اب اس پر دو خدمتیں ضروری ہوگئیں۔ ایک خاوند کی خدمت اور ایک اللہ تعالیٰ کی خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گی تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کے اجر و ثواب کو بھی بڑھادیں گے، دیکھا ایک نماز پڑھے گی، مگر اکیس نمازوں کا ثواب پائے گی۔

اللہ کی سفارش:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مردوں کو سفارش کی ہے کہ عورتوں کے بارے میں فرمایا: "وعاشروهن بالمعروف" "تم نے ان عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارنی ہے، دیکھئے! آج کسی کی سفارش اس کی بہن کرتی ہے اور کسی کی سفارش اس کی ماں کرتی ہے کسی کی سفارش اس کی خالہ کرتی ہے، کسی کی سفارش اس کی پھوپھی کرتی ہے۔

حاملہ عورت پر اللہ کی مہربانی:

اگر یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ اچھے انداز سے زندگی بسر کررہی ہے حتیٰ کہ اس عورت کو امید لگ گئی تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس لمحے اس کو حمل ہوا اسی لمحے اللہ تعالیٰ اس عورت کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں، اس لئے کہ اب کچھ عرصہ یہ بیماری کی حالت میں گزارے گی، چونکہ حمل کا زمانہ عورت کے لئے بیماری کا زمانہ ہوا کرتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمادی کہ جیسے ہی حاملہ ہوئی اسی لمحے اللہ نے اس کی زندگی کے پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیا۔

دوران حمل کراہنے پر اجر:

اگر یہ اپنے بچے کو پیٹ میں لئے ہوئے پھر رہی ہے اور گھر کے کام کاج بھی کررہی ہے اور تھکن کی وجہ سے اس کی زبان سے کراہنے کی آواز نکلتی ہے مثلاً ہوں ہوں، کی آواز نکلے گی، لیکن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں: میری یہ بندی بڑے بوجھ سے عہد براں ہورہی ہے اور تکلیف کی بناپر اس کی زبان سے ہوں، ہوں کی آواز نکل رہی ہے، تم اس کے بجائے سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کہنے کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دو۔

(جاری ہے)

ڈیجیٹل تصویر

دارالعلوم دیوبند کا موقف اور فتاویٰ

زیرنظر فتاویٰ ڈیجیٹل تصویر کے بارے میں ہیں جو ازہرالہند دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور سے جاری کیے گئے ہیں، مذکورہ بالا دونوں اداروں کے حضرات مفتیان کرام نے ڈیجیٹل تصویر کو بھی ممنوع تصویر کے حکم میں داخل کرکے اس کے ناجائز وحرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے، عام مسلمانوں کے فائدے کے پیش نظر مندرجہ ذیل فتاویٰ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

آخری قسط

مفتی زین الاسلام قاسمی الہ آبادی

حضرات اکابر کی تصریحات سے بھی یہی تائید ہوتی ہے کہ کسی بھی طریقے سے تصویر کھینچی جائے، وہ تصویر ہی کے حکم میں ہے اور اس پر تصویر ہی کے احکام مرتب ہوں گے۔

چناں چہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی علیہ الرحمۃ بانی دارالعلوم کراچی، عکس اور فوٹو کے درمیان فرق کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''سب سے بڑا فرق دونوں میں یہی ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائیدار نہیں ہوتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کرلیا جاتا ہے، پس وہ اسی وقت تک عکس ہے، جب تک اسے مسالے سے قائم نہ کیا جائے اور جب اس کو کسی طریقے سے قائم وپائیدار کرلیا جائے وہی تصویر بن جاتا ہے۔''

(آلات جدیدہ کے شرعی احکام: 141، ط: مکتبہ رضوان شاہ دہلی)

دوسری جگہ مفتی اعظم محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

''حاصل یہ ہے کہ عکس جب تک مسالہ وغیرہ کے ذریعے سے پائیدار نہ کرلیا جائے، اس وقت تک وہ عکس ہے اور جب اس کو کسی طریقے سے قائم وپائیدار کرلیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے اور عکس اپنی حد سے گزر کر تصویر کی صورت اختیار کرے گا، خواہ وہ مسالے کے ذریعے ہو یا خطوط ونقوش کے ذریعے اور خواہ یہ فوٹو کے شیشے پر ہو یا آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر، اس کے سارے احکام وہی ہوں گے جو تصویر کے متعلق ہیں۔''

(آلات جدیدہ کے شرعی احکام: 142، ط: مکتبہ رضوان شاہ دہلی)

اسی طرح مفتی رشید احمد صاحبؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے۔'' (احسن الفتاویٰ: 89/9)

دوسری جگہ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تصویر اور عکس دو بالکل متضاد چیزیں ہیں، تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے، اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے، ویڈیو کے فیتے میں تصویر محفوظ ہوتی ہے، جب چاہیں جتنی بار چاہیں ٹی وی کی اسکرین پر اس کا نظارہ کرلیں اور یہ تصویر تابع اصل

نہیں، بلکہ اس سے بالکل لاتعلق اور بے نیاز ہے، کتنے لوگ ہیں جو مر کھپ گئے، دنیا میں ان کا نام ونشان نہیں مگر ان کی متحرک تصاویر ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہیں، ایسی تصویر کو کوئی بھی پاگل عکس نہیں کہتا، صرف اتنی سی بات کو لے کر کہ ویڈیو کے فیتے میں ہمیں تصویر نظر نہیں آتی، تصویر کے وجود کا انکار کر دینا کھلا مغالطہ ہے۔"

(احسن الفتاویٰ:302/8)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ کا ایک فتویٰ "تصویر اور سی ڈی کے شرعی احکام" میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

"ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں، لیکن تصویر بہرحال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاتا ہے اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کے بجائے سائنسی ترقی نے تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کر لیا ہے، تصویر تو حرام ہی رہے گی۔" (تصویر اور سی ڈی کے شرعی احکام، ص،94، نعیمیہ)

قدیم زمانے میں تصویر ہاتھ سے بنتی تھی، پھر کیمرے کی ایجاد نے اس قدیم طریقے میں ترقی کی اور تصویر ہاتھ کے بجائے مشین سے بننے لگی، اب اس عمل میں نئی نئی سائنسی ایجادات نے مزید ترقی کی اور جدت پیدا کی اور جادو سا کن تصویر کی طرح اب چلتی پھرتی، دوڑتی بھاگتی تصویر کو محفوظ کیا جانے لگا، یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس کو قرار و بقا نہیں ہے، اگر اس کو بقاء نہ ہوتی تو ٹی وی اسکرین پر نظر کیسے آتی۔

بہرحال ان اقتباسات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ کسی جان دار کا مطلق عکس محفوظ کرنا، خواہ وہ کسی بھی طریقے پر ہو اگر اس میں استقلال و استقرار پیدا ہو جائے کہ جب چاہیں اس کو دیکھ سکیں تو یہ تصویر سازی میں داخل ہوگا، اور اس پر تصویر سازی کے احکامات مرتب ہوں گے۔

نیز حضرات اکابرؒ میں جن کے سامنے بھی حفظ عکس کی یہ جدید صورت اور ترقی یافتہ شکل سامنے آئی، انہوں نے بھی عکس کی مذکورہ حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اس کے تصویر ہونے کا ہی حکم دیا، اسی طرح اگر کوئی چیز منافع ومفاسد پر مشتمل ہوتی ہے تو اس میں غالب ہی کا اعتبار ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا﴾. (سورۃ البقرۃ)

اور فقہ کا بھی قاعدہ ہے کہ: درء المفاسد أولیٰ من جلب المصالح، فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالباً. (الأشباہ والنظائر)

ٹھیک ہے کہ بعض موقعوں پر فوٹو کی شدید ضرورت ہوتی ہے اور ضرورت شدیدہ کے موقع پر فقہاء کرام و مفتیان عظام نے قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات" کے پیش نظر فوٹو کی اجازت بھی دی ہے، لیکن چوں کہ کیمروں کا استعمال غالباً وعامةً غلط اور ناجائز کاموں کے لیے ہوتا ہے، اس لیے صرف کیمروں کی مرمت کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کو بے غبار اور پاک صاف نہیں کہا جاسکتا، اس لیے آپ کو چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد: "یاایها الذین آمنوا کلو من الطیبات واعملوا صالحا" پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حلال اور پاک وصاف کاروبار کی تلاش جاری رکھیں، جب تک جائز وحلال کاروبار مل سکے، تب تک بادلِ ناخواستہ اسی کام کو کرتے رہنے کی گنجائش ہے، ساتھ ساتھ توبہ استغفار کرتے رہیں اور حلال کاروبار میسر آجانے کے بعد اس کام سے بالکلیہ کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر: زین الاسلام قاسمی الٰہ آبادی

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند 3 / رجب المرجب 32ھ

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

محمود حسن بلند شہری غفرلہ، وقار علی، فخر الاسلام

(ختم شد)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۳/جون: جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے دورۂ تفسیر کے طلباء سے خطاب کا موقع ملا۔ دورۂ تفسیر میں ۲۸ علماء کرام شامل ہیں، جن میں کئی ایک مدارس عربیہ کے فضلاء بھی ہیں۔ بندہ نے اپنے سبق میں مسلمانوں اور قادیانیوں میں مابہ الاختلاف مسائل پر روشنی ڈالی اور کہا کہ یوں تو مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان متنازعہ فیہ مسائل بہت سے ہیں، لیکن تین مسائل اہم ہیں:

۱:... ختم نبوت، اجرائے نبوت۔

۲:... حیات ورفع ونزول مسیح علیہ السلام۔

۳:... کذب وصدق مرزا قادیانی۔

آج کی مجلس میں ختم نبوت اور اجرائے نبوت کے مفہوم اور معانی بیان کئے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کی تنقیحات بیان کیں۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا ہے۔ ظلی و بروزی نبوت اور وہ جو مجاہدات وریاضات سے حاصل ہوتی ہے، جب دعویٰ خاص ہے تو دلیل بھی خاص ہو۔

۴/جون: جامعہ میں بیان کا دوسرا روز تھا۔ بندہ نے بتلایا کہ قادیانیوں سے گفتگو کرنے کا سہل انداز یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر پر بحث کی جائے۔ اگر مرزا قادیانی اپنے کردار و کریکٹر کے اعتبار سے شریف انسان ثابت ہوجائے تو اس کے دوسرے دعاوی پر گفتگو کی جاسکتی ہے، جبکہ مرزا قادیانی اپنی اور اپنے خاندان کے افراد کی تحریرات کی رو سے ایک شریف انسان ثابت نہیں ہوسکتا۔ مثلاً:

۱:... مرزا قادیانی شراب پیتا تھا اور جو شراب پیے وہ شریف انسان نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ اللہ کا نبی ہو۔

۲:... مرزا قادیانی غیر محرم عورتوں سے جسم دبواتا تھا۔

۳:... غیر محرم عورتیں اسے ساری رات پنکھا جھلتی تھیں۔

۴:... مرزا قادیانی زانی اور بدکار تھا، جو شخص زانی ہو وہ شریف انسان نہیں ہوتا چہ جائیکہ اللہ کا نبی ہو۔

بندہ نے چودہ عدد خصوصیات نبوت بیان کیں جس میں سے مرزا قادیانی میں ایک بھی نہیں پائی جاتی اور جس میں خصوصیات نبوت نہ ہوں وہ اللہ کا نبی نہیں ہوتا۔

۵/جون: جامعہ فاروقیہ میں حیات اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق تیسرا درس تھا۔ جس میں: ”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى بن مريم ... الآية“ سے رفع آسمانی کو ثابت کیا۔ نیز قادیانیوں کا اشکال کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی نسبت آسمانوں پر ثابت کرو، بندہ نے تین آیات، ایک حدیث اور مرزا قادیانی کے دو حوالہ جات پیش کئے۔ نیز آسمانوں سے پہلے کرۂ نار، کرۂ زمہریر، باد سموم کی تغلیط ثابت کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ بالا قول یونانی سائنس دانوں کا تھا، جسے موجودہ سائنس غلط قرار دیتی ہے۔

نیز بتلایا کہ اگر کرۂ جات مان لئے جائیں تو حضرت آدم علیہ السلام انہی کروں سے گزر کر آئے، یہ کرے حضرت آدم علیہ السلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے، مرزا قادیانی نے نور الحق حصہ عربی کے صفحہ نمبر ۵۰ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ تسلیم کیا ہے تو جیسے حضرت موسیٰ آسمانوں پر چلے گئے۔ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔

۶/جون: خطبہ جمعہ جامع مسجد خضریٰ گوجرہ میں دیا اور حاجی منور احمد سعادت، چوہدری محمد ندیم بھلی، مجاہد نور پوری، مولانا محمد حبیب محمد نصر اللہ، محمد فقیر اللہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ نیز جامع مسجد ختم نبوت کے خطیب مولانا محمد آصف سے بھی ملاقات ہوئی۔ مغرب کی نماز جامعہ عبیدیہ فیصل آباد میں ادا کی اور حضرت الشیخ مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی اور حضرت والا کے حکم پر حضرت کے کمرہ میں سہ روزہ والوں سے بیان کیا اور حضرت اقدس کے حکم پر مجلس ذکر منعقد کرائی، رات کا قیام حضرت کے ہاں رہا۔

نیز مخدوم زادہ سید محمد زکریا حفظہ اللہ کو جمعیت علماء اسلام ضلع فیصل آباد کا امیر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کی اور ان سے درخواست کی کہ روٹھے اور ہارے ہوئے ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش فرمائیں۔ مخدوم زادہ صاحب نے وعدہ فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز لے کر چلوں گا۔

آج ۸ تا ۱۳؍شعبان المعظم تک چناب نگر کورس میں شرکت رہی۔ راقم الحروف کے ذمہ قادیانی شبہات کے جوابات جلد اول: ''یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم'' سے آخر کتاب تک اسباق ذمہ لگے۔ الحمدللہ! دن رات ایک کرکے کتاب مکمل کی۔ اس سال طلبا کی حاضری ۲۸۵ رجسٹرڈ تھی اور کچھ حضرات جو بعد میں تشریف لائے انہیں تعلیمی داخلہ دیا گیا، گویا حاضری تین سو تک تھی۔

کورس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا مفتی راشد مدنی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا رضوان عزیز، مولانا محمد احمد، مولانا محمد شاہد اور دوسرے علماء کرام نے وقتاً فوقتاً لیکچر دیئے۔

کورس تقریباً ۲۳ دن تک جاری رہا، کورس میں ''قادیانی شبہات کے جوابات'' تین جلد مصنفہ مولانا اللہ وسایا مدظلہ سبقاً سبقاً پڑھائی گئی۔

نیز طلبا کرام کو دس دس افراد پر مشتمل بزم مقرر کرکے ان کی عشاء کے بعد تقاریر کا سلسلہ اور مقابلہ جاری رہا۔ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد قاسم رحمانی نے مقابلوں کی نگرانی کی اور اچھے مقررین کے لئے انعامات مقرر کئے۔

۲۳ دن تک چناب نگر کی فضاؤں میں علم و فضل کی بارشیں جاری رہیں۔ کورس کی آخری تقریب ۲۳؍رجون ۹ بجے صبح شروع ہوئی۔ صدارت خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے کی جبکہ مہمان خصوصی حضرت الامیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم تھے۔ امسال ۲۸۵ حضرات نے کورس میں شرکت کی۔ تقسیم اسناد و انعامات سے پہلے مولانا قاضی احسان احمد اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔ نقابت کے فرائض مولانا عزیز الرحمن ثانی نے سرانجام دیئے۔

درج ذیل حضرات کے ہاتھوں انعامات اور اسناد تقسیم کی گئیں: مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا قاضی ہارون الرشید راولپنڈی، قاری عبدالمجید عامر، قاری عزیز الرحمن رحیمی فیصل آباد، مولانا سید ناصر فاروق شاہ فیصل آباد، قاری عبدالرحمن سرگودھا، مولانا محمد عارف چنیوٹ، پیر رضوان نفیس لاہور، قاری محمد علی چنیوٹ، قاری نذیر احمد، حاجی شہادت علی چناب نگر، مولانا محمد عبداللہ جنید خوشاب، قاری محمد افضل ربانی چنیوٹ، محمد رضوان فیصل آباد، سید ذکر اللہ حسنی، مولانا احمد حسن فیصل آباد، سید مصدوق حسین شاہ، شیخ مقبول احمد جھنگ، چاچا عنایت اللہ، صاحبزادہ نصیر الدین پوپلزئی پشاور، خالد مسعود ایڈووکیٹ تلہ گنگ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عابد حسین خان، غلام دستگیر ہاشمی چناب نگر، ملک خلیل احمد چنیوٹ، پیر صفدر حسین تقریری مقابلہ میں حافظ محمد بلال شیخوپورہ، محمد سلمان پشاور کو قاضی فیض احمد مدظلہ نے انعامات دیئے۔

حضرت الامیر دامت برکاتہم نے ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کے عنوان پر تفصیلی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انبیاء کرام نے رنگ، نسل، علاقہ، زبان کے اختلاف کے باوجود عزت واحترام کا درس دیا۔ لہٰذا علماء کرام بالخصوص جمعیت علماء اسلام اور سپاہ صحابہ کے کارکنوں اور عمائدین کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ تقریری مقابلہ میں پہلی پوزیشن خیر پور میرس، امتحان میں تیسری پوزیشن حیدر علی الطرافی بن گل الرحمن الطرافی پشاور، دوسری پوزیشن محمد نصیر بن عبدالرشید نے حاصل کی۔ پہلی پوزیشن لودھراں کے عتیق الرحمن نے حاصل کی جنہیں صاحبزادہ خلیل احمد نے انعامات دیئے۔

سلانوالی میں جلسہ ختم نبوت:

بعد نماز عشاء سلانوالی، جلسہ بیاد مولانا حکیم شریف الدینؒ جامعہ حسینیہ میں حاضری ہوئی، تقسیم کے بعد حکیم شریف الدینؒ کرنال سے ہجرت کرکے سلانوالی تشریف لے آئے، مطب کے ساتھ ساتھ جامعہ حسینیہ کے نام سے ادارہ قائم کرکے اس کا انتظام و انصرام چلاتے رہے، تقریباً ۳۳ سال تک وہ سلانوالی میں رہ کر عوام کی جسمانی و دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی آخری تقریر بھی ان کے ادارہ کے زیراہتمام ہوئی۔

موصوف نے مئی ۱۹۸۰ء میں انتقال فرمایا، اس وقت ان کے فرزند ارجمند قاری محمد اکرم مدنی اور پیر جی محمد افضل الحسینی ادارہ کا انتظام واہتمام سنبھالے ہوئے ہیں۔ جلسہ میں تلاوت و نعت کے بعد راقم الحروف کا تفصیلی بیان ہوا جبکہ جمعیت علماء اسلام سرگودھا کے امیر مولانا مفتی شاہد مسعود مدظلہ نے آخری کلمات ارشاد فرمائے اور دعا کی۔ رات کا قیام سلانوالی سے دو کلومیٹر سرگودھا روڈ پر جامعہ حیات النبی میں ہوا، جس کا اہتمام قاری غلام مرتضیٰ کے پاس ہے۔ قاری صاحب کی فرمائش پر راقم الحروف نے صبح کی نماز کے بعد مختصر اصلاحی بیان بھی کیا اور مدرسہ حیات النبی کی کامیابی کے لئے دعا کی۔

مولانا احمد چار یاریؒ کی تعزیت:

سلانوالی سے واپسی پر لالیاں کے قریب ہمارے ایک قدیم دوست مولانا احمد یار چار یاریؒ جو گزشتہ ماہ اپریل میں انتقال فرماگئے (موصوف کچھ عرصہ چناب نگر اور مضافات میں مجلس کے مبلغین کے معاون رہے۔ درویش صفت عالم دین اور مبلغ اسلام تھے، بیعت کا تعلق حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ سے تھا، ان کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد عمر قریشی کو شیخ کا درجہ دے رکھا) ان کے بیٹوں مولانا دوست محمد، مولانا مفتی محمد عمر سے ملاقات کی۔ موصوف کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور ان کی مغفرت اور رفع

درجات کی دعا کی۔

۲:... مولانا محمد الیاس گھمن ملک کے نامور خطیب اور مناظر ہیں چک نمبر ۸۷ جنوبی سرگودھا میں مرکز اہلسنت کے نام سے مدرسہ، خانقاہ اور مرکز قائم کیا ہوا ہے۔ موصوف نے ۱۳ روزہ دورہ تفہیم المسائل رکھا ہوا تھا۔ آج اس کی آخری تقریب تھی۔ موصوف کے حکم پر حاضری ہوئی اور ان کے طلبا جو بقول ان کے چھ سو کے قریب ہیں، سے خطاب کا موقع ملا، عنوان تھا: ''قادیانیت کے خلاف علماء دیوبند کی عظیم الشان خدمات'' راقم الحروف نے شرکاء کورس سے درخواست کی کہ چونکہ آپ علماء دیوبند کے نام لیوا ہیں اور علماء دیوبند نے ہر باطل کو للکارا اور قادیانیت سمیت سامراجی طاقتوں کے ایجنٹوں کا مقابلہ کیا لہٰذا آپ لوگ اپنے اسلاف کے طریق کے مطابق ہر باطل کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوجائیں۔ شرکاء کورس نے ہاتھ ہلا کر وعدہ کیا کہ وہ انشاء اللہ العزیز ہر باطل کو للکاریں گے۔

ختم نبوت فری ڈسپنسری کا افتتاح:

۱۳ ارجون: بعد نماز عصر خاتم النبیین کمپلیکس میں آج فری ڈسپنسری کا افتتاح تھا۔ مولانا طوفانی سفر عمرہ پر تھے۔ چنانچہ ساڑھے چھ بجے یہ تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت کی سعادت قاری عبدالرحمن امام جامع مسجد عمر فاروق سرگودھا لکڑ منڈی نے حاصل کی۔ نعت مقامی مبلغ مولانا محمد خالد عابد نے پڑھی۔ افتتاحی تقریب سے راقم الحروف نے خطاب کرتے ہوئے اس عظیم الشان کام کے آغاز پر مولانا محمد اکرم طوفانی اور ان کے رفقاء کو مبارک باد پیش کی۔ نیز علماء کرام کو متوجہ کیا کہ مساجد و مدارس کے انتظام و انصرام کے ساتھ ساتھ آپ حضرات دکھی مخلوق کی خدمت کو بھی اپنا وظیفہ حیات قرار دیں تا کہ مریض مسلمان جو علاج کی استطاعت نہیں رکھتے وہ عیسائیت اور قادیانیت سے علاج معالجہ کے دوران اپنے ایمان کا بیڑہ غرق نہ کریں۔ ڈاکٹر صاحبان کو بھی مبارک باد پیش کی۔

۱۳ ارجون خطبہ جمعہ: خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد قدیم حافظ آباد میں دیا۔ حافظ آباد میں ختم نبوت کے مبلغ حافظ عبدالوہاب جالندھری ہیں۔ جن پر جنرل پرویز مشرف کے زمانہ کا بدنام زمانہ ''فورتھ شیڈول'' لگایا گیا ہے۔ راقم الحروف نے کہا کہ جیلیں، ہتھکڑیاں، بیڑیاں اور فورتھ شیڈول نہ پہلے ہمارے لئے رکاوٹ بنے ہیں اور نہ ہی آئندہ بنیں گے۔ انشاء اللہ العزیز! ہم پہلے کی طرح آئندہ بھی عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہیں گے۔

شب برأت: کی فضیلت کے عنوان پر جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں مغرب کی نماز کے بعد خطاب کیا۔ رات کے قیام اور آنے والے دن کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ رات کا قیام جامع مسجد مسلم ٹاؤن سے ملحق دفتر ختم نبوت میں رہا۔

مولانا عبدالرؤف فاروقی کو مبارکباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفقاء مولانا عبدالنعیم، مولانا عمر حیات کی معیت میں ۱۴ ارجون صبح ۸ بجے جمعیت علماء اسلام (س) کے رہنما مولانا عبدالرؤف فاروقی کو مرکزی سیکریٹری جنرل منتخب ہونے پر مبارک باد دی اور انہیں ۲۳، ۲۴ را کتوبر کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، جو انہوں نے تھوڑی ردو کدوح کے ساتھ قبول کر لی۔

مولانا محب النبی سے ملاقات: لاہور کے بزرگ عالم دین مولانا محب النبی مدظلہ کو لاہور جمعیت (ف) کا امیر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کی اور توقع کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا کی امارت میں لاہور کے رفقاء نظام اسلام کے نفاذ کے لئے بھر پور جدوجہد جاری رکھیں گے۔ نیز وفد نے مشہور خوشنویس علامہ عنایت اللہ رشیدی سے بھی ملاقات کی اور ان کی خیر و عافیت معلوم کی۔ واپڈا ٹاؤن لاہور کی دو مساجد میں عصر اور مغرب کے بعد خطاب کیا۔

جہالانہ تلہ گنگ میں ختم نبوت کانفرنس: جہالانہ مردم خیز علاقہ ہے، ہمارے حضرت رائے پوریؒ کا مولد ہونے کا شرف بھی اسی علاقہ کو حاصل ہے، جہالانہ کے قریب ''تھوا محرم خان'' ہے۔ جہاں قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری پیدا ہوئے بعد ازاں آپ کے والدین نے مسکن تبدیل کر لیا اور ڈھڈیاں شریف ضلع خوشاب میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ جھنگ کے حضرات مولانا سید صادق حسین شاہ شہید بھی اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا شاہ محمد مدظلہ، حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی حفظ اللہ اسی علاقے کے باسی ہیں۔ حضرت مولانا سید صادق حسین شاہؒ کے فرزند ارجمند، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے امیر مولانا سید مصدوق حسین شاہ مدظلہ نے فرمایا کہ جہالانہ میں ختم نبوت کانفرنس رکھی ہے۔ چنانچہ ۱۵ ارجون بعد نماز ظہر مسجد نبی والی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا عبدالرحمن انور امیر تلہ گنگ نے کی۔ کانفرنس سے جھنگ کے مبلغ مولانا غلام حسین، فیصل آباد کے خطیب خوش الحان مولانا قاری محمد حنیف ربانی، قاری ضیاء الحسنین، مولانا سید مصدوق حسین شاہ اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔

راقم نے مندرجہ بالا علماء کرام کے ساتھ ساتھ معروف عالم دین مولانا افتخار احمدؒ کی خدمات کو سراہا اور جلسہ میں شامل کثیر تعداد میں علماء کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب میں کردار ادا کرنے کی درخواست کی۔ جلسہ ظہر سے عصر تک جاری رہا اور چھ بجے کے قریب راقم الحروف کی دعا پر اختتام

پذیر ہوا۔

جامع مسجد ابوبکر صدیق میں درس: جامع مسجد مذکور کے خطیب اور علاقہ کے متحرک عالم دین مولانا تنویر الحسن سلمہ کی دعوت پر مغرب کے بعد ان کی مسجد میں درس دیا۔ مسجد کا نظم مجلس احرار اسلام کے کنٹرول میں ہے، نبیرۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے راقم الحروف کا شکریہ ادا کیا۔

مرکزی جامع مسجد عیدگاہ میں: مرکزی جامع مسجد عیدگاہ کے خطیب مولانا عبیدالرحمن انور مدظلہ مجلس تلہ گنگ کے امیر ہیں۔ ان کے حکم پر بعد نماز عشاء جامع مسجد عیدگاہ میں بیان کیا۔ جناب خالد محمود ایڈووکیٹ نے عشائیہ دیا، جس میں راقم الحروف کے علاوہ مولانا قاری عبیدالرحمن انور، طاہر بشیر، قاری زبیر احمد اور دیگر کارکنوں نے شرکت کی اور رات گئے تک مجلس جاری رہی۔

مولانا تنویر الحسن نے مرکز احرار جامع مسجد ابوبکر صدیق میں ناشتہ کا اہتمام کیا، ان کے ہاں ڈاکٹر عمر فاروق، حاجی محمد یعقوب سمیت کئی ایک احراری رفقاء سے ملاقات ہوئی۔

مدرسہ اظہار اسلام چکوال میں حاضری: امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے چکوال میں مدرسہ کا آغاز کیا۔ اس وقت مدرسہ کے مہتمم مولانا مفتی جمیل الرحمن ہیں، ان سے ملاقات کی اور مختلف جماعتی امور پر مشاورت ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس نوشہرہ ورکاں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۹؍جون بعد نماز عشاء جامع مسجد انوری میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا محمد یونس ماجدی نے کی۔ کانفرنس سے مولانا عبیداللہ انور، مولانا محمد عارف شامی، مولانا عبدالحمید ڈو اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔ مسجد انوری کا نام جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے نام کی نسبت سے رکھا گیا، بندہ نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی تحریک ختم نبوت میں خدمات پر روشنی ڈالی۔ رات کا قیام دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گکھڑ والا میں رہا۔ بعد نماز ظہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے عہدیداران مولانا محمد اشرف مجددی، حافظ محمد یوسف عثمانی، سید احمد حسین زید تشریف لائے، کافی دیر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔

جامع مسجد خاتم النبیین میں درس: آج بعد نماز عشاء جامع مسجد خاتم النبیین فیروز والا روڈ میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حافظ محمد ثاقب مدظلہ نے کی جبکہ مہمانان خصوصی قاری منیر احمد، مولانا محمد عارف شامی، قاری عبدالغفور تھے۔ تلاوت حافظ سیف اللہ نے کی۔ راقم الحروف نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر خطاب کیا۔ راقم نے کہا کہ ہمارے اکابرین نے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے تن من دھن سے قربانی پیش کی۔ راقم الحروف نے بتلایا کہ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں ملتان جیل میں تھے کہ والد محترم کا شجاع آباد میں انتقال ہوگیا۔ ایک لاکھ روپیہ پیرول ضمانت کے لئے پیش کرنے کے باوجود حکومت نے یہ کہہ کر رہا کرنے سے انکار کردیا کہ اگر قاضی احسان احمد ایک جملہ پر دستخط کردیں کہ آئندہ ختم نبوت کی تحریک میں حصہ نہیں لوں گا، نہ صرف یہ کہ رہائی عمل میں آئے گی بلکہ تمام کیس واپس لے لئے جائیں گے۔ اس پر قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ میرے والد محترم کا جنازہ پڑا ہے، میری والدہ محترمہ، بیوی، بچے، اولاد، خاندان، کنبہ، قبیلہ مر جاتے ہیں، یہ صدمہ برداشت کرلوں گا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی تحریک سے غداری کے تصور کو کفر سمجھتا ہوں۔

راقم الحروف نے نوجوانوں سے کہا کہ قاضی صاحب کے یہ الفاظ ہم سب کے لئے نمونہ ہیں۔ حافظ محمد ثاقب نے علماء کرام، زعماء مجلس کے اعزاز میں عشائیہ دیا، یوں یہ پروگرام رات گئے تک جاری رہ کر اختتام پذیر ہوا۔ رات کا قیام دفتر ختم نبوت گکھڑ والا میں رہا۔

سمر کیمپ کے طلبا سے خطاب: ۱۸؍جون ساڑھے آٹھ سے ساڑھے نو بجے تک جامع مسجد ختم نبوت گکھڑ والا میں گرمیوں کی چھٹیوں میں عصری تعلیمی اداروں کے طلبا کے لئے منعقد ہونے والے سمر کیمپ کے طلبا سے خطاب اور انہیں قادیانیت کے دجالانہ عقائد سے باخبر کیا۔

۱۸؍جون جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ باگڑیاں میں دورۂ تفسیر کے طلبا سے خطاب: حاجی محمد نعیم بٹ نے جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ شاندار مدرسہ قائم کیا ہے، جس میں موقوف علیہ طلبا زیر تعلیم رہتے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں میں دینی مدارس کی چھٹیوں میں دورۂ تفسیر منعقد ہورہا ہے۔ حضرت مولانا داؤد احمد جانشین مولانا قاضی حمید اللہ خانؒ تفسیر قرآن کا درس دیتے ہیں، جامعہ کے استاذ مولانا عبدالرشید زید مجدہ کی دعوت پر حاضری دی۔ ظہر سے عصر تک دو بیان ہوئے۔ پہلا بیان مولانا محمد عارف شامی مبلغ گوجرانوالہ کا ہوا۔ دوسرا بیان راقم الحروف کا ہوا۔ راقم الحروف نے عام فہم لیکچر دیا، جس میں اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کے عنوان پر پندرہ چیزیں نوٹ کرائیں۔

۱:… اللہ کا نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ مرزا قادیانی نے سو جھوٹ بولے۔

۲:… اللہ کا نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں، مرزا نے انسانوں سے پڑھا۔

۳:… اللہ کے نبی پر وحی اس کی قوم کی زبان

میں آتی ہے، جبکہ مرزا قادیانی کی خرافات غیرقومی زبانوں میں تھیں۔

۴:... اللہ کے نبیوں کی خدمت میں وحی لانے والے فرشتہ کا نام جبریل امین ہے، جبکہ مرزا قادیانی پر وحی لانے والے ایک فرشتہ کا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔

۵:... اللہ کا نبی شاعر نہیں ہوتا، مرزا کی شاعری پر مشتمل تین مجموعے قادیانیوں نے ”درثمین“ کے نام سے شائع کئے ہیں۔

۶:... اللہ کا نبی کتابیں لکھنے نہیں آتا، مرزا قادیانی نے اسی کے قریب کتابیں لکھیں، جنہیں قادیانیوں نے روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع کیا۔

۷:... اللہ کا نبی خوبصورت ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی ایک آنکھ سے بھینگا اور کانا تھا۔

۸:... اللہ کے نبی کو احتلام نہیں ہوتا، مرزے کو احتلام ہوا۔

۹:... کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، جبکہ مرزا قادیانی نے بکریاں نہیں چرائیں۔

۱۰:... اللہ کے نبی کو موذی اور قابل نفرت بیماریاں نہیں لگتیں جو تادم زیست اس کے ساتھ چمٹی ہیں۔ مرزا قادیانی کو دسیوں بیماریاں لگی ہوئی تھیں۔

۱۱:... اللہ کا نبی تدریجاً دعویٰ نبوت نہیں کرتا۔ مرزا نے کئی دعوؤں کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔

۱۲:... اللہ کے نبی کی پیشگوئیاں غلط نہیں ہوئیں، مرزا نے چیلنج کے ساتھ جو پیشگوئیاں کیں ۹۹ فیصد غلط ثابت ہوئیں۔

۱۳:... تمام کے تمام نبی مرد تھے، مرزا قادیانی کا ایک دعویٰ مریم اور حاملہ ہونے کا ہے۔

۱۴:... اللہ کا نبی کردار و کریکٹر کے اعتبار سے بلند ترین اخلاق کا مالک ہوتا ہے، جبکہ مرزا قادیانی کا شرابی اور زانی ہونا قادیانی لٹریچر میں ہے۔

۱۵:... اللہ کا نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کو موت لاہور میں آئی اور تدفین قادیان میں ہوئی۔

گکھڑ منڈی میں ختم نبوت کانفرنس:

۱۸؍جون بعد نماز مغرب جامع مسجد مولانا سرفراز خان صفدر میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا حماد الزہراوی نے کی۔ مولانا محمد عارف شامی اور دوسری کئی جماعتوں کے حضرات کے بیانات ہوئے۔ راقم الحروف نے کہا کہ میری خوش نصیبی ہے کہ میں اس ممبر پر بیٹھ کر آپ سے محو گفتگو ہوں، جہاں امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ سالہا سال بیٹھ کر درس اور خطبہ جمعہ دیتے رہے۔ راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کے حفاظت کے لئے علماء کرام کی قربانیوں پر روشنی ڈالی اور امام اہلسنت کو ختم نبوت کے محاذ کی سرپرستی پر خراج تحسین پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حضرت الشیخ کے فرزند گرامی مولانا راشد سلمہ نے سرانجام دیئے اور راقم کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

۱۹؍جون جامع مسجد ختم نبوت ککنگی والا میں سمر کیمپ کے طلباء سے صبح ۹ سے پونے دس تک خطاب کیا۔ گزشتہ روز کے سبق کو سنا۔ بعد نماز ظہر مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ باگڑیاں میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ڈیڑھ گھنٹہ بیان کیا۔

علی پور چٹھہ میں ختم نبوت کانفرنس:

۱۹؍جون بعد نماز عشاء مدرسہ انوارالاسلام میں مولانا محمد اقبال نعمانی اور مولانا محمد اسحق گھمانہ کی یاد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا اہتمام دونوں بزرگوں کے فرزندان گرامی مولانا محمد قاسم نعمانی اور مولانا افضال الحق گھمانہ نے کیا۔ کانفرنس سے مولانا محمد عارف شامی، راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر نے خطاب کیا۔ راقم الحروف نے مذکورہ بالا دونوں علماء کرام کو ان کی دینی خدمات بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی قربانیوں پر خراج عقیدت پیش کیا۔ رات کا قیام مولانا محمد اقبال نعمانیؒ کے قائم کردہ مدرسہ میں رہا۔

خطبہ جمعہ: راقم نے مولانا عبیداللہ کی دعوت پر جامعہ حنفیہ چمن کسانہ میں دیا۔ واضح رہے کہ یہ مدرسہ مولانا قاری محمد اخترؒ نے قائم کیا، بلکہ علاقہ میں دو درجن کے قریب مدارس قائم کئے جن کا نظم قاری صاحبؒ کے فرزندان گرامی مولانا عبیداللہ اور مولانا عبداللہ چلا رہے ہیں۔ راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور علماء امت کی خدمات کے عنوان پر خطاب کیا۔ خطبہ جمعہ میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

کگاہ گجرات میں خطاب: ۲۰؍جون بعد عشاء جامع مسجد مہاجرین میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا مفتی نعمت اللہ تونسوی نے کی۔ راقم الحروف نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہماری ذمہ داری کے عنوان پر خطاب کیا۔ مفتی صاحب نے دس روزہ فہم دین کورس منعقد کیا جس میں تیس حضرات نے شرکت کی۔ انہیں راقم نے انعامات دیئے۔ رات کا قیام مسجد مہاجرین میں رہا۔ صبح ہلکا پھلکا ناشتہ مفتی صاحب نے کرایا اور لاہور کے لئے روانہ ہوگئے۔

۲۱؍جون سارا دن لاہور میں گزارا۔

۲۲؍جون صبح کی نماز کے بعد لاہور سے چناب نگر روانہ ہوئے، دوپہر کو امتحان کے پرچے چیک کئے۔

۲۳؍جون سالانہ ختم نبوت کورس کی آخری تقریب تھی، جس کا تفصیلی تذکرہ آپ گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے، شام کو جڑانوالہ روڈ میں مدرسہ الفرقان میں حاضری ہوئی۔ مغرب کے بعد مدرسہ

کی مسجد میں درس دیا۔ کھانا مفتی عبدالولی خان کے ہاں ہوا، قاری محمد حنیف عثمانی حفظہ اللہ کی معیت حاصل رہی۔

رات کا قیام جامعہ عبیدیہ میں حضرت اقدس سیدی و مرشدی مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے ہاں رہا۔ مولانا عبدالمجید جامی تبلیغی جماعت کے معروف بزرگ مفتی زین العابدینؒ کے فرزند نسبتی ہیں اور کئی ایک نسبتوں کے مالک ہیں۔ مدینہ طیبہ میں رہائش پذیر ہیں۔ ہمارے حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل ہیں اور بہت ہی دلچسپ شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی علمی گفتگو سے کافی دیر محظوظ ہوا۔ ۲۴ رجون صبح ۹ سے ۱۰ بجے تک مولانا قاری محمد حنیف عثمانی کے قائم کردہ مدرسۃ البنات میں کورس کی آخری تقریب سے خطاب کیا، جس میں بنات وخواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا۔ کورس کی آخری تقریب میں اختتامی بیان و دعا مولانا عبدالمجید جامی حفظہ اللہ نے کرائی۔ دوپہر کا کھانا قاری محمد حنیف عثمانی کے ہاں تھا۔ خورد ونوش سے فارغ ہوکر جھنگ پہنچے۔ جہاں جامعہ علوم شرعیہ غلہ منڈی میں تھوڑی دیر آرام کیا۔ عصر کی نماز جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی میں پڑھی، جہاں مولانا غلام حسین، مولانا سید مصدوق حسین شاہ، مولانا محمد زاہد انور، مولانا محمد ساجد، حافظ محمد علی سمیت مقامی حضرات سے مشاورت ہوئی۔

سہ روزہ ختم نبوت کورس شورکوٹ:

رانا محمد اشفاق، حافظ محمد علی متحرک جماعتی رفقاء ہیں۔ مولانا محمد زاہد انور کی صدارت میں مسجد اقصیٰ میں ۲۴ تا ۲۶ رجون کو سالانہ کورس منعقد ہوا۔ ۲۴ رجون کورس کی پہلی نشست بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ تلاوت و نعت کے بعد راقم الحروف نے حیات اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام پر تقریباً سوا گھنٹہ لیکچر دیا، بعد میں سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ رات کا کھانا رانا محمد اشفاق کے ہاں تھا۔ قیام جامعہ عثمانیہ میں رہا۔

۲۵، ۲۶ رجون مولانا غلام حسین زید مجدہ نے لیکچر دیئے، الحمدللہ! تقریباً بیس روزہ دورۂ اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت کورسز

لانڈھی (محمد عبدالوہاب پشاوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے زیر اہتمام دینی مدارس، اسکول، کالج، یونیورسٹی کے طلباء وطالبات اور عوام الناس کیلئے "تحفظ ختم نبوت کورسز" کا اہتمام کیا گیا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا کورس: ۲۱ تا ۲۶ رجون بروز ہفتہ تا جمعرات، بوقت: دوپہر ۲ بجے تا ساڑھے چار بجے تک، بمقام: اقرأ حفظ القرآن اکیڈمی قذافی ٹاؤن لانڈھی میں منعقد کیا گیا۔ کورس کا آغاز تلاوت کلام سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک حافظ مطیع اللہ حامد نے پیش کی۔ کورس میں عقیدۂ ختم نبوت، عظمت صحابہؓ، اہل بیت، عقیدۂ رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ردعیسائیت، عقیدۂ ظہور مہدی علیہ الرضوان، فتنۂ قادیانیت، فتنۂ انکار حدیث، فتنۂ زید حامد، فتنۂ گوہر شاہی، فتنۂ ڈاکٹر ذاکر نائیک، نماز کی اہمیت وفضیلت، روزے کی اہمیت وفضیلت، والدین کے حقوق، غیبت کی حقیقت ونقصانات، پردے کی اہمیت وفضیلت، ازواج مطہرات کی گھریلو زندگی کے موضوعات پر مولانا مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر)، مولانا عبدالرؤف رستم (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)، مولانا عبدالحی مطمئن (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی)، مولانا مفتی ساجد محمود (استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن)، مولانا مفتی عبدالحمید، مولانا عبدالماجد، مولانا مفتی مبشر ابراہیم، مولانا مفتی محمد اویس، مولانا احسن راجہ الحسینی، مولانا محمد عمران نقشبندی، مولانا مفتی امین الرحمن، مولانا عنایت اللہ قاضی، مولانا محمد رضوان قاسمی اور مولانا مختار احمد نے خصوصی درس دیئے۔ کورس میں علاقہ بھر کے دینی مدارس، اسکول، کالج، یونیورسٹی کے طلباء وطالبات اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کورس حضرت مولانا اقبال اللہ (خلیفہ مجاز شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ) کی زیر سرپرستی اور مولانا عارف محمود عارفی (نائب مدیر جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن)، مولانا مفتی ساجد محمود (استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن) کی زیر نگرانی میں منعقد کیا گیا۔ کورس کا اختتام حضرت مولانا اقبال اللہ کے دعائیہ کلمات کے ساتھ ہوا۔

دوسرا کورس: ۲۴ تا ۲۶ رجون بروز منگل تا جمعرات بوقت بعد نماز مغرب تا عشاء جامعہ عثمانیہ تعلیم القرآن معین آباد داؤد چورنگی لانڈھی میں منعقد کیا گیا۔ قاری سرفراز الحسن فاروقی کی تلاوت کلام پاک سے کورس کا آغاز ہوا۔ کورس میں عقیدۂ ختم نبوت، عقیدۂ رفع ونزول حضرت عیسیٰ، عقیدۂ ظہور مہدی علیہ الرضوان، فتنۂ قادیانیت کے موضوعات پر مولانا مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر)، مولانا عبدالحی مطمئن (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی) مولانا قاضی احسان احمد (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)، مولانا تجمل حسین (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ) نے خصوصی بیانات کئے۔ اس کورس میں بھی علاقہ بھر کے مسلمانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کورس کا اختتام مولانا قاضی احسان احمد کے دعائیہ کلمات سے ہوا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کورسز کے ذریعے تمام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو تمام فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

حلقہ میٹروول سائٹ کی کارگزاری

رپورٹ: ابراہیم حسین عابدی

گزشتہ پانچ سالوں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ میٹروول سائٹ کی طرف سے سمر کیمپ کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ جس میں میٹروول سائٹ اور قرب و جوار سے دینی مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹی اسٹوڈنٹس بڑے ذوق وشوق سے شرکت کرتے ہیں۔ الحمدللہ! پچھلے سالوں کا نتیجہ بڑی حد تک حوصلہ افزا رہا، کئی نوجوان ساتھیوں نے اپنی چھٹیوں کو سمر کیمپ کے لئے وقف کیا، دین کی تڑپ و طلب محسوس کی اور یہاں سے مختصر عرصہ میں پڑھ کر مزید دینی علوم کے حصول کا عزم ظاہر کیا۔ آج سمر کیمپ کے پڑھے ہوئے دراسات دینیہ، دینی مدارس اور دعوت وتبلیغ سے جڑے ہوئے ہیں۔

سمر کیمپ کے لئے لائحہ عمل:

سمر کیمپ کی تاریخ سے تقریباً دس دن قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ میٹروول سائٹ کا اجلاس طلب کیا گیا، جس میں ساتھیوں نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ بہت سے نئے ساتھی بھی شریک تھے۔ اجلاس میں اس بات پر مشورہ کیا گیا کہ سمر کیمپ کا انعقاد کیا جائے یا نہیں؟ اگر کیا جائے تو کس مقام پر اور کون سی تاریخ کو تمام ساتھیوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ مفید مشوروں کے مطابق عملی کارروائی کا آغاز کیا گیا۔

اسکولوں میں ترغیب:

اجلاس میں طے ہوا تھا کہ اسکولوں میں بھی سمر کیمپ کی دعوت دی جائے، اسی مشورہ کو عملی جامہ پہنانے کا مولانا حبیب الرحمن اور مولانا محمد نے بیڑہ اٹھایا، تقریباً پندرہ اسکولوں میں حاضری یقینی بنائی۔ اسکول جاکر پہلے بیان کرتے اور پھر سمر کیمپ کی افادیت اجاگر کرتے۔ میٹروول سائٹ کے اسکولوں کے احباب نے ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی اپنے تعاون سے نوازا۔

تین مقامات پر سمر کیمپ کے انعقاد:

میٹروول سائٹ کے علاوہ دیگر دو مقامات پر بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کی نگرانی میں سمر کیمپ کا انعقاد کیا گیا: جامعہ عمر، مکہ مسجد بلدیہ ٹاؤن اور فقیر کالونی۔ مکہ مسجد سمر کیمپ کے روح رواں مولانا عاصم تھے جو بنوری ٹاؤن کے فاضل اور جامعہ ہذا کے منتظم ہیں۔

اختتامی تقریب:

۱۹/جون بروز ہفتہ اختتامی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ مغرب کے بعد شیخ الحدیث مولانا نورالحق نے خطاب کیا۔ میٹروول کی وسیع مرکزی مسجد عمر بن خطابؓ میں عوام نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ عشاء کے بعد ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور نوجوان مبلغ مولانا عبدالحئی نے خطاب کیا۔ انہوں عقیدۂ ختم نبوت پر جامع ومانع گفتگو کی۔

تقسیم انعامات:

۲۱ روزہ سمر کیمپ کے آخر میں اسباق کا امتحان تھا، امتحان میں پوزیشن لینے والوں کے لئے اختتامی تقریب میں انعامات کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ اول، دوم اور سوم پوزیشن لینے والوں کو انعام میں کتابیں، کیلکولیٹرز اور ٹافیوں کا ڈبہ پیش کیا گیا۔

جماعتی رفقاء کی محنت:

ختم نبوت کی اہمیت وعظمت سے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کو بھی انکار نہیں۔ مجاہد ختم نبوت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا فرمان مبارک ہے:

"فتنہ مرزائیت کے خلاف کام کرنے والے کی پشت پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہوتا ہے۔" لائق صد تحسین ہیں وہ لوگ جو عقیدۂ ختم نبوت کا محاذ سنبھالے ہوئے ہیں، اس پُر فتن نفسا نفسی، افراتفری اور

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

فون: 32545573

مصروفیت کے دور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے جڑے ہوئے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے، جس نے اپنے بندے کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وناموس کے تحفظ کے لئے چنا، جس کی تمنا اکابرین عظام نے کی۔ اگر ہم نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارا محتاج نہیں، کسی اور نیک بخت سے یہ عظیم کام لیں گے۔ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ مفتی مشتاق، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا محمد، مولانا عثمان، سرشہزاد، سر عباس، وقار بھائی، احمد بھائی اور دوست، اکبر مدنی بھائی کی ختم نبوت کے باب میں کی گئی کاوشیں قبول ومنظور فرمائے، ان کی کمی کوتاہیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے مزید ترقیوں سے نوازے۔ آمین۔

فاروق اعظم مسجد میں قاضی صاحب کا خطاب:

بروز جمعہ رمضان المبارک بمطابق ۱۸ر جولائی مسجد فاروق اعظم کے عظیم الشان صحن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کا خطاب بعد نماز عصر ہوا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ایک ہے ایمان لانا اور ایک ہے عمل صالح۔ عمل صالح پر بدلہ ایمان کے ساتھ شرط ہے، اگر کوئی کافر نیک کام کرتا ہے تو آخرت میں اس پر کوئی اجر نہیں۔ اب آپ غور فرمائیں کہ ایک مسلمان کا سب سے قیمتی اثاثہ ایمان ہے اور بدقسمتی سے آج کا مسلمان اس پر زیادہ توجہ نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان پر محنت کی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ کلمہ میں پہلے لا الٰہ الا اللہ ہے لیکن جب تک دوسرے جزو محمد رسول اللہ پر ایمان نہ لایا جائے تو لا الٰہ الا اللہ کو سمجھنا ناممکن ہے، پہلے محمد رسول اللہ کو ماننا پڑے گا، پھر دین کی سمجھ وفہم ہوگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ جس تحریک میں محبت کا عنصر غالب نہ ہو وہ تحریک نہیں پنپ سکتی۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ترین جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ہے۔ ان کو جتنے مراتب ملے وہ عشق ومحبت کی وجہ سے ملے، جس کا عشق ومحبت جتنا زیادہ تھا اتنا ہی بڑا رتبہ اس کو ملا۔ یہ ہمارا امتحان ہے، ہم جتنا نبی علیہ السلام کی ذات کا تحفظ کرتے ہیں اور جتنا ان کے فرامین پر عمل کرتے ہیں، اس سے ہمارے عشق ومحبت کا اندازہ ہوگا۔ قاضی صاحب نے مزید کہا کہ آج ہم دین کی بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ مولانا عبداللہ شہیدؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مسجد میں بیٹھے ایک آدمی سے کہا اذان دیں۔ وہ آگے سے خاموش رہا، جب دو تین مرتبہ کہا تو اس نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے۔ مولانا عبداللہ شہیدؒ نے فرمایا کہ ”تمہیں میں ہی اتنا بے شرم دکھائی دیتا ہوں جو پانچ وقت مصلیٰ پر چڑھا رہتا ہوں۔ دنیاداری میں ہم ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑتے ہیں اور دین کے کام میں شرما کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ختم نبوت کے محاذ پر ہم سے اپنے دین کا عظیم کام لیں۔☆

ختم نبوت کا کام ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے،
زندگی بھر تحفظ ناموس رسالت کا کام کرتے رہیں گے،
اسلامی ممالک کے ہوتے ہوئے فلسطینی عوام پر ظلم سمجھ سے بالاتر ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا لاہور میں افطار پارٹی سے خطاب

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شادی پورہ کے زیراہتمام ادارۃ الفرقان میں عہدیداران وکارکنان کے اعزاز میں افطار پارٹی دی گئی۔ افطار پارٹی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، قاری ظہور الحق، مولانا خالد محمود، مولانا عمر حیات، مولانا عبدالنعیم، مولانا سعید وقار، مولانا ظفر اللہ سندھی سمیت کثیر تعداد میں علماء اور کارکنان ختم نبوت نے شرکت کی۔ افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے۔ زندگی کے آخری لمحات تک عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرتے رہیں گے، تمام مکاتب فکر کے جید علماء کا قرآن وحدیث کی روشنی میں متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ ہر قسم کا تعلق رکھنا سخت ممنوع اور حرام ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ان کو توبہ کرانے میں بہت بڑا علاج اور ان کی اصلاح اور ہدایت کا کامیاب ذریعہ ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان کا مذہبی اور دینی فریضہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی نشانی ہے۔ قاری علیم الدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کارکنان ختم نبوت کام میں تیزی لائیں اور قادیانیوں کی سازشوں سے باخبر رہنے کے لئے مرکز کے ساتھ اپنا رابطہ مضبوط رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ۵۸ اسلامی ممالک کے ہوتے ہوئے فلسطینی عوام پر ظلم اور تشدد سمجھ سے بالاتر ہے، پاکستان سمیت عالم اسلام اسرائیلی دہشت گردی کے خلاف آواز بلند کرے۔ رمضان جیسے مقدس مہینے میں فلسطینی مسلمانوں پر وحشیانہ بمباری پر حقوق انسانی کے عالمی ادارے کیوں خاموش ہیں؟ اقوام متحدہ اسرائیل کی لونڈی نہ بنے بلکہ وحشیانہ کاروائیوں کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے فلسطینیوں پر ظالمانہ حملوں کو رکوائے۔ اسرائیل کی ناجائز ریاست فتنہ وفساد کی جڑ ہے۔ مسلم امہ متحد ہو کر فلسطین کی آزادی کے لئے لائحہ عمل اختیار کرے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت سے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ

مولانا خواجہ
خواجہ عزیز احمد رحمہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.